اہل سنت وجماعت کا ترجمان

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

قوموں کے عروج
وزوال کی بنیادیں

اندھے کنویں سے علم وعرفان
کے موتی ابل پڑے

تاج الشریعہ اور
حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ

یونین پبلک سروس کمیشن
اور اس کے امتحانات

تحریری مقابلہ 2016

₹15/-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت وجماعت کا ترجمان

ماہنامہ

پیغام شریعت دہلی

PAIGAM E SHARIAT

Monthly

April-2017 | شمارہ نمبر: ۱۳ | جلد ۲ | اپریل ۲۰۱۷

ایک شمارہ کی قیمت 15 روپے، سالانہ زرتعاون 150 روپے، بیرون ممالک کے لئے 40 ڈالر، خلیجی

طابع، ناشر، مالک محمد قاسم نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس 3636 کٹرا دینا بیگ، لال کنواں، دہلی-6 سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ”پیغام شریعت“ 442، سیکنڈ فلور، گلی سروتے والی، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی-6 سے شائع کیا۔

ترسیل وزر کا پتہ

PAIGHAM E SHARIAT

Monthly

House No. 442, 2nd Floor, Gali Sarotey Wali,
Matia Mahal Jama Masjid Delhi-110006
Mob: 9911062519, 011-23260749
Email: paighameshariat@gmail.com
Indian Bank, A/c. Name: Paighameshariat
A/c. No. 6409744750, IFSC Code IDIB000J033

ماہنامہ پیغام شریعت دہلی

مکہ پبلیشر دہلی

گلی سروتے والی مکان نمبر ۴۴۲، دوسری منزل، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی۔ ٦

آفس کا فون نمبر: Ph: 011-23260749, Mob: 9911062519

:نوٹ:

مندرجات سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں ہے

کسی قسم کی عدالتی چارہ جوئی صرف دہلی کی عدالت میں قابل سماعت ہوگی

اداریہ

ممدوح عرب وعجم ومجمع علیہ کتاب مستطاب "حسام الحرمین الشریفین" پر

علما وفقہا اور مشائخ ومفتیان کرام برصغیر کی تائیدات وتصدیقات

دین بیزاری، مسلک آزاری اور فکری آوارگی کے اس مسموم ماحول کے پس منظر میں ایک چشم کشا تحریر

ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا عذاب میں مبتلا تھی۔ آخری نبی ورسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین نے اپنی نبوت کے اظہار واعلان کے ساتھ ہی دعوت اسلام دینی شروع کردی۔ قدرتی اور فطری طور پر اسلام اتنی تیزی کے ساتھ عروج پر آیا کہ دشمنان اسلام کے اوسان خطا ہوگئے۔ ازلی بدبخت اور سازشی ذہن رکھنے والے کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ مل کر بھی اسلام کی ترقی اور سیلابی وطوفانی رفتار پر بند باندھنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ نتیجے میں مکر وفریب اور سازش وجعل سازی کا راستہ اپنایا۔ چنانچہ خوارج، معتزلہ، روافض اور ان کی جملہ شاخیں اسی سازش وفریب کاری اور دسیسہ کاری کے اگائے ہوئے پودے ہیں۔ قرآن وتفاسیر، احادیث وسیر اور تاریخ اسلام کے صفحات ان کے بیانات وشواہد سے بھرے ہوئے ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب ۱۲ / بارہویں صدی ہجری کے ربع اول میں پیدا ہوا، اور ۱۳ / تیرہویں صدی ہجری کی پہلی دہائی میں مرگیا۔ یہ زمانہ ۱۷۰۳ء تا ۱۷۹۲ء کا ہے۔ اس شخص نے ان قدیم منافقین یعنی خوارج وروافض اور اہل تشیع واعتزال کی فضلہ خواری کی، یعنی ان کے چبائے ہوئے باسی لقموں کو اگلنا شروع کیا۔ گیارہ سو سال کے اسلامی عقائد ونظریات اور مسلمات ومعمولات کے خلاف شتر بے مہار اور فیل بد مست کی طرح جنگ کا بگل بجادیا۔ اس کا رسالہ "ردالاشراک" جب مکہ مکرمہ پہنچا تو مدیر مکہ [گورنر مکہ] کے حکم سے شیخ احمد بن یونس باعلوی، شیخ عمر عبد الرسول، شیخ عقیل بن یحییٰ علوی، شیخ عبد الملک اور حسین مغربی وغیرہم علما ومفتیان کرام مکہ مکرمہ نے اس کے پرخچے اڑادیئے۔ پھر جن علما ومشائخ حجاز وبلاد عرب نے نجدی کا رد وتعاقب کیا۔ پچاسوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں۔

اسی معتوب ومخذول مصنف اور مردود ومقہور کتاب "ردالاشراک" کی فوٹو کاپی ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے تیار کی۔ یہ شخص ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوا۔ ۱۲۴۶ھ میں قتل ہوکر مرا۔ اس شخص نے "تقویۃ الایمان" نامی کتاب لکھ کر ہندوستان کی خاموش فضا میں تہلکہ ڈال دیا۔ جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا، اور اس کی زبان سل کر رکھ دی گئی۔ مگر برطانوی حکومت کی پشت پناہی نے اسے اور اس کی مردود ونامسعود کتاب کو چھاپ کر عام کیا اور یہ کتاب مسلمانان ہند میں تفرقہ بازی کی بنیاد مضبوط کرگئی۔ اس رسوائے زمانہ تصنیف ومصنف کی تردید میں صدہا علمائے برصغیر ومشائخ کبیر نے صدہا کتب اور رسالے قلم بند کیے۔ بخوف طوالت اس کی فہرست درج کرنے سے ہم قاصر ہیں۔ یہ کتابیں اور رسالے اردو کے علاوہ عربی وفارسی وہندی وانگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی ہیں۔

یہ قلمی کاوشیں محض علمائے بریلی کی ہی نہیں ہیں، بلکہ بریلوی کہے جانے والے جہان بھر کے اہل اسلام کی ہیں۔ جن کا تعلق چاروں مذاہب فقہ حنفی

،شافعی، مالکی، حنبلی اور چاروں مشارب طریقت قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سے ہے اوران سب نے بیک زبان ہوکرخروج واعتزال اور رفض و شیعیت کی نئی شکل وہابیت اور پھراس کے بطن سے پیدا شدہ درجنوں نئی جماعتوں اور گروہوں کی شدید مذمت اوران کے خلاف احتجاج درج کیا ہے اوراصول اسلام اورآئین شرع کی روشنی میں ان پراحکام شرع جاری کیے ہیں۔ یہ کوئی ذاتی وگھریلو یا سماجی وسیاسی مسئلہ نہیں ہے، اس کا تعلق تو دین و شریعت اورایمان واعتقاد سے ہے۔اس لیے اسے ہلکے سے نہ لیا جانا چاہیے، نہ اسے چند علما کی ذاتی رنجش اوراختلاف کا نتیجہ سمجھا جائے، بلکہ ٹھنڈے دل دماغ سے غوروفکر کرکے اپنے دین وایمان وآخرت کا سامان کرنا چاہیے۔

خوب یادرکھیے کہ ''تقویت الایمان'' کے روپ میں جب اسماعیل دہلوی کا فتنہ اٹھا،تو اس وقت امام احمدرضا پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ۱۲۷۲ھ میں وہ پیدا ہوئے اور ۱۲۸۶ھ سے انہوں نے علمی وقلمی زندگی کا آغاز کیا۔کتاب ''تقویت الایمان'' ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ میں لکھی گئی ۔مشہورتاریخی شاہی جامع مسجد دہلی میں مناظرہ ہوا۔تب سے ۱۲۸۶ھ تک درجنوں مناظرے ومباحثے ہوئے اوران کی روداد یں لکھی اور چھاپی گئیں۔درجنوں کتابیں، رسالے اوراشتہارات رد میں شائع ہوکر پورے برصغیر میں عام ہوئے اوراس پیکاروآزاروآویزش میں برصغیر کے تمام علما ،مفتیان کرام اورمشائخ عظام نے یک جٹ اور یک زبان ہوکرنمایاں کردارادا کیا اور مسلمانان برصغیر کے ایمان واعتقاد کی حفاظت وصیانت فرمائی۔ یہ بھی خوب یادرکھنے کی بات ہے کہ تقویت الایمانی فتنہ کو ہوا دینے میں علمائے دیوبند نے بڑی مخلصانہ سرگرمی دکھائی۔دہلی اور دیوبند ہی اس قضیہ کے خاص پڑاؤ تھے۔پھر پنجاب میں بٹالہ، راجستھان میں ٹونک اور بہار میں صادق پور کے چند علما نماافرادخم ٹھونک کراس میدان میں آ گئے۔ یکادکاافراد یہاں وہاں سے بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔اس بحث کے اس مرحلے میں یہ بات بھی بہت ہی اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ''حسام الحرمین الشریفین علیٰ منحر الکفر والمین'' کی تالیف وطباعت سے بہت پہلے ہندوستان کی اس اعتقادی جنگ کی گونج ہند سے اٹھ کر حجاز اقدس تک پہنچ چکی تھی۔

برصغیر کے خداترس علمائے دین مثلاً حجۃ العصر حضرت شاہ وصی احمد محدث سورتی ثم پیلی بھیتی کی ''جامع الشواہد'' مناظر اسلام حضرت علامہ نذیراحمد رام پوری ثم احمد آبادی کی تصنیف ''صیانت الناس'' سرشکن وہابیہ، بیخ کن دیابنہ شیر پنجاب حضرت علامہ غلام محمد دستگیر ہاشمی قصوری کی ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' اور بزرگ عالم ربانی حضرت شاہ محمد سلامۃ اللہ نقشبندی اعظمی ثم رام پوری کی کتاب ''اعلام الاذکیا'' علماومشائخ مکہ مکرمہ کی نظروں سے گزرچکی تھیں اوران تصانیف ومصنفین کے ذریعہ علمائے وہابیہ ودیابنہ کے اقوال وعبارات سے علماوفقہاوقضاۃ ومشائخ حرمین شریفین خوب خوب واقف وآگاہ ہوکرحکم شرع سنا چکے تھے۔جب قول فیصل کی صورت میں ''حسام الحرمین الشریفین'' سامنے آئی، تو کسی ایک صوبے یا ایک ملک کے اہل علم نے نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام کے جید وجلیل الشان ارباب علم وفن اورصاحبان افتاوقضا نے حق وباطل اورایمان وکفر کا مسئلہ سمجھ کراسے ہاتھوں ہاتھ لیا اورکفروکافری کی غارت گری سے اہل اسلام کو بچانے کے لیے صف آرا ہوگئے۔حجاز اقدس میں حرمین محترمین مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور پھر تمام ممالک اسلامیہ وبلاد عربیہ کے ذمہ دار، دیندارعلماومشائخ اورمفتیان کرام وقاضیان اسلام، جن کی تقاریظ وتصادیق کی روشن تحریروں سے اس کتاب مستطاب کا دامن مملوومشحون اوراوراق وصفحات معمورو بھرپور ہیں، ان کا تعلق علم وفضل کے تمام شعبوں اور جہان اسلام کے نامور علمی شہروں سے ہے۔نمایاں نام تو یہی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، احسا، رأس الخیمہ ،شام، دمشق، حلب، مصر، بغداد، عراق، فلسطین، لبنان، بیروت ،تیونس، مراقش، فاس، مغرب، الجزائر، موریتانیہ، انڈونیشیاوغیرہ ہیں اور ہندوپاک تو خیر ہاتھ کے نیچے ہی ہیں۔

علمائے حجاز اور ممالک عرب کے جن علماومشائخ نے ''حسام الحرمین الشریفین'' کے اجماع واتفاق پر دستخط ومہر کیے ہیں، ان کی تعداد ۸۱/ سے

زائد ہے اور وہ اسلامی علوم وفنون، قضا وافتا اور خصوصاً علم اصول وکلام کے ماہرین تھے اور دینی شعور ودیانت کے اہم عہدوں اور مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔مثلاً صدر مملکت، وزیر اعظم، وزیر تعلیم، وزرائے مذہبی امور، مفتی، مفتی اعظم، قاضی، قاضی القضاۃ، مفتی حنفیہ، مفتی شافعیہ، مفتی مالکیہ، مفتی حنابلہ، شیخ العلما، شیخ الخطبا، شیخ الائمہ، شیخ الدلائل، شیخ السادہ، مرشد طریقت، مرشد السالکین، اسلامی مجلس شوریٰ کے اراکین اور نیز وہ متبحر علما و مفتیان کرام تھے، مفسرین ومحدثین تھے، فقہا واصولیین اور اسلامی دنیا کی اہم ترین مساجد ومراکز اسلامیہ کے خطبا وائمہ وعہدیداران تھے۔

ہندو پاک کے وہابیہ ودیابنہ کے سر پر جب ''حسام الحرمین الشریفین'' سیف براں اور برق خاطف بن کر چمکی، تو انہوں نے بہروپیوں کی طرح بھیس بدل کر عوام مسلمین کو یہ کہہ کر دھوکہ دینا شروع کیا کہ علمائے دہلی ودیوبند کی کتابیں تو اردو میں ہیں۔علمائے حجاز اردو سے نابلد ہیں۔چنانچہ فتویٰ توڑ مروڑ کر حاصل کیا گیا ہے۔اس دھوکہ وفریب کی بخیہ دری کے لیے شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا شاہ محمد حشمت علی خان پیلی بھیتی نے ۱۳۴۵ھ میں ایک استفتا مرتب کر کے علمائے برصغیر (ہندو پاک) کے روبرو پیش کیا۔جس کا جواب علمائے ہندوسندھ نے انشراح کے ساتھ لکھا اور باغیان اسلام ودشمنان خدا ورسول کے چہروں سے نقاب وگھونگھٹ اٹھا دیا، جو ان کی کلمہ گوئی کے چہروں پر پڑا ہوا تھا۔اسی استفتا اور اس کے جوابات اور تائیدات وتصدیقات کے مجموعہ کا نام ہے ''الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ''۔یہ کتاب ہندو پاک سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔تصدیقات کی تفصیل کے لیے اس کی جانب رجوع کریں۔

(بقیہ صفحہ 16 کا)

جواب: اجمیر شریف وبریلی شریف کا سفر ہو یا مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کا سفر ہو، کسی بھی حال میں نماز معاف نہیں۔اگر مسافت سفر پائی جاتی ہے تو فرض نماز میں قصر کرے، ورنہ پوری پڑھے۔ٹرین وغیرہ سے اتر کر پڑھنے کا موقعہ نہ ہو تو فرض وواجب نماز چلتی ٹرین ہی میں پڑھ لے اور موقعہ ملنے پر اس کا اعادہ کرے۔بلا وجہ نماز میں تاخیر نہ کرے، اور اگر کوئی صورت اس وقت ادا کرنے کی نہ ہو تو جیسے ہی موقعہ ملے، اس کی قضا کرے۔نماز ودیگر فرائض وواجبات کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔بلا عذر شرعی نماز کو اس کے وقت میں ادا نہ کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے اور بلا عذرِ شرعی وقت کے اندر نماز نہ پڑھنے والا گنہ گار، مستحق عذابِ نار ہے اگر چہ وہ کسی بھی سفر میں ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے بعد داڑھی رکھنا

سوال ہشتم: آج کل لوگ داڑھی اس وقت رکھتے ہیں، جب شادی ہو جاتی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ شادی سے پہلے داڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے؟

جواب: داڑھی رکھنا ہر مسلمان کے لیے واجب ہے اور داڑھی منڈانا یا کتر وا کر حد شرع سے کم کرنا ممنوع وحرام ہے۔درمختار میں ہے ''**یحرم علی الرجل قطع لحیتہ**''یعنی مرد کو داڑھی منڈانا حرام ہے۔شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔''حلق کردن لحیہ حرام ست''۔(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۲۱۲)

اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔'' داڑھی کترانا منڈانا حرام ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۲۷۳) لہٰذا کوئی بھی مسلمان خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اسے داڑھی رکھنی واجب ہے، اس کے خلاف کرنا حرام ہے۔یہ سمجھنا کہ شادی سے پہلے داڑھی رکھنا ضروری نہیں، جہالت اور خلاف شرع ہے۔کسی بھی عمر میں داڑھی حد شرع سے کم کرانا یا منڈانا حرام ہے کہ ہر بالغ مسلمان مکلف ہے، خواہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔واللہ تعالیٰ اعلم

ضیاء قرآن — قسط اوّل

قوموں کے عروج وزوال کی بنیادیں قرآن مجید کی روشنی میں

تحریر: محمد احسان شمسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’عروج‘‘، ’’زوال‘‘ قدرت کا ایک اٹل قانون اور غیر متزلزل نظام ہے۔ کسی قوم کے عروج کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو نظام قائم فرمایا ہو، جب تک وہ قوم اس نظام کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، اپنے مالک حقیقی کے سامنے جبین نیاز خم رکھتی ہے، اپنے فروغ، اپنی افادیت اور نفع رسانی کے لیے کوشاں رہتی ہے، اس وقت تک زندہ وسلامت رہتی ہے، اس کا آفتاب اقبال درخشاں وتاباں رہتا ہے، لیکن جب وہ اس الٰہی نظام کو پس پشت ڈال دیتی ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتنے لگتی ہے، تو موت اپنا منہ کھول کر اس کے سامنے کھڑی ہوجاتی ہے، پھر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے، کہ وہ قوم زوال کے دامن میں ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کرلیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس زوال پذیر قوم کو راہ عروج سے ہٹا کر دوسری قوم کو آگے بڑھاتا ہے، تاکہ وہ قوم اپنی نوخیز قوتوں اور جوان صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر عروج کے الٰہی نظام کی باگ ڈور سنبھالے اور زوال کی قعر مذلت میں چلی جانے والی قوم کی جانشین ہو۔

تاریخ گواہ ہے، کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جو قومیں اس منصب پر فائز ہیں انہیں اپنے اس منصب کی نازک ذمہ داریوں کا پورا احساس ہونا چاہیے اور انہیں ہر لحظہ چوکنا رہنا چاہیے کہ ادائے فرض میں ان سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہونے پائے، تاکہ عروج کی جو نعمت منعم حقیقی کی طرف سے انہیں حاصل ہوئی ہے، اللہ کے غضب وجلال کا شکار ہوکر اس سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اور زوال پذیر نہ ہوجائیں۔

وہ کون سے اصول ہیں جنہیں اپنا کر کوئی قوم عروج کے دولت بے بہا سے بہرہ ہوتی ہے اور کن اصولوں کی بنیادوں پر زوال کی بھٹی میں پہنچ جاتی ہے ان کا تعین قرآن کریم نے واضح لفظوں میں فرما دیا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ (الروم ۳۰:۴۱)

پھیل گیا ہے فساد بر اور بحر میں بوجہ ان کرتوتوں کے جو لوگوں نے کیے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا ان کے (برے) کی شاید وہ باز آجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سیر فی الارض کا حکم دیا، تاکہ لوگ مختلف ممالک کی سیر وسیاحت کے درمیان اجڑے ہوئے دیار وامصار دیکھ کر عبرت حاصل کریں، جن کے ویران اور سنسان کھنڈرات یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہاں بسنے والوں نے اللہ

کے ساتھ شرک کیا، فسق وفجور میں مبتلا ہوئے، ظلم وستم کی حد کردی تو مکافات عمل کے بے لاگ قانون نے انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اس لیے جس طرح پہلے لوگ تمہارے لیے عبرت کا سامان بنے تم آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے باعث عبرت نہ بنو بلکہ دین قیم کو مضبوطی سے تھام لو اور اس کی کتاب ہدی کو اپنی زندگی کا رہنما بنالو، دین قیم ہی تمہاری دنیوی معیشت کی ترقی اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِيْنَ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُوْنَ۔ (الروم ۴۳، ۴۲: ۳۰)

اے محبوب آپ انہیں فرمایئے سیر وسیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ پس کرلو اپنا رخ اس دین قیم کی طرف اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔

قرآن کریم نے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب واصول کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ قرآن نے اس زمین کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے جہاں عروج زوال کی تخم ریزی ہوتی ہے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَايُغَيِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَابِاَنْفُسِهِمْ۔ (الرعد ۱۱: ۱۳)

بے شک اللہ کبھی نہیں بدلتا کسی قوم کی (اچھی یا بری) حالت کو جب تک وہ لوگ اپنے (انفس) آپ میں تبدیلی پیدا نہیں کرتے۔

اور فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً اَنْعَمَهَا حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَابِاَنْفُسِهِمْ۔ (الانفال ۸ ۵۳)

یہ اس لیے کہ اللہ نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو جو اس نے انعام فرمایا ہو کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ بدل ڈالیں اپنے (انفس) آپ کو۔ دونوں آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے "انفس" ہی وہ زمین ہے جہاں عروج وزوال کی تخم ریزی ہوتی ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ انقلاب عروج کی طرف ہو یا زوال کی طرف اس کے دو درجے ہیں (۱) ذہنی ونفسی انقلاب (۲) عملی واخلاقی انقلاب۔ پہلے کا تعلق اندرونی تبدیلی سے ہے اور دوسرے کا تعلق بیرونی تبدیلی سے۔ یعنی جب کوئی قوم ترقی کی منزلیں طے کرتی ہے تو ابتدا میں اندرونی قوتوں کی اصلاح ہوتی ہے افکار واحساسات اور تصورات زندگی وغیرہ بدلتے ہیں پھر "جواہر" کی نشوونما ہو کر رفتہ رفتہ عملی طور پر زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور جب کسی قوم پر ذلت ونکبت مسلط ہوتی ہے تو پہلے اندرونی قوتیں خراب ہوتی ہیں فکر ونظر میں تبدیلی ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ وہ جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو زندہ رہنے کی اہلیت فنا کر دیتے ہیں۔

اسے ہم اور واضح لفظوں کے ساتھ یوں بھی کہہ سکتے ہیں، کہ عروج وترقی، عزت وخوش حالی اور امن وعافیت کی جن نعمتوں سے کوئی قوم بہرہ ور ہوتی ہے، ان سے اس کو بلاوجہ محروم نہیں کر دیا جاتا بلکہ جب وہ خود اپنے اچھے اعمال کو برے اعمال سے، پسندیدہ خصال کو ناپسندیدہ اطوار سے، فرض شناسی، محنت، جفاکشی کی صفات کو نافرض شناسی، سہل انگاری اور دوں ہمتی سے بدل دیتی ہے، اس وقت قدرت کا اٹل قانون اسے عزت کی بلندیوں سے ذلت ونامرادی کی پستیوں میں ڈھکیل دیتی ہے۔ اسی طرح کسی خستہ قوم کو بلاوجہ خوش حال نہیں بنادیا جاتا بلکہ پہلے اسے اپنی مذموم خصلتیں چھوڑنی پڑتی ہیں اور خصال حمیدہ سے اپنے آپ کو متصف کرنا پڑتا ہے تب اس کی بدحالی خوش حالی سے بدل جاتی ہے۔

ان دونوں آیات کے مفہوم سے نتیجہ برآمد ہوتا ہے، کہ عروج وبقا کا اصل سنگ بنیاد اخلاق ہے۔ تمام شعبہائے زندگی میں اخلاق کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے اندر مالک حقیقی کی نیابت کا رنگ

پایا جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔

اللہ والے اخلاق کو اپنے اخلاق بناؤ۔

اب ظاہر ہے جو قوم اخلاقی زندگی میں نیابت کی شان پیدا کرے گی وہی زمین میں اللہ کی نیابت کی مستحق قرار پائے گی۔

جن اخلاقی اوصاف کا تذکرہ قرآن حکیم کے مختلف مقامات پر ملتا ہے ان کی تفصیل درج کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ مندرجہ ذیل اخلاق ہیں:

اطاعت حق، ضمیر کی آزادی، شجاعت و بہادری، سچائی، انصاف ، رحم، رواداری ، ایفائے عہد ،امانت و دیانت ،عفو و درگزر، دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک، مساوات، ایثار و قربانی، توکل و اعتماد، اطمینان و خودداری، شیریں کلامی، میانہ روی ،عزم و استقلال، امید، پیش بینی، احتساب نفس، احساس ذمہ داری، ہر کام میں ایمان داری، حیا و شرافت، عفت و پاک دامنی، محبت و مروت، صبر و ثبات، اخلاص و بے نفسی ، نیکی سے الفت، برائیوں سے نفرت، بے غرضی کے ساتھ دوسروں کی خدمت کا جذبہ وغیرہ۔

جس طرح قوموں کے عروج و ارتقا کی بنیاد اخلاق پر ہے، اسی طرح زوال و انحطاط کی بنیاد بداخلاقی پر رکھی گئی ہے۔ قرآن حکیم نے بھی اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ قوموں کی ہلاکت و بربادی کا سبب ان کی بدعملی اور اخلاقی پستی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا۔ (بنی اسرائیل ۱۷، ۱۶:۱۷)

اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کردیں کسی بستی کو (اس کے گناہوں کے باعث) تو (پہلے) ہم (نبیوں کے ذریعہ) وہاں کے رئیسوں کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں مگر وہ (الٹا) نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں پس واجب ہوجاتا ہے ان پر (عذاب کا) فرمان پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کردیا ہے نوح کے بعد اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے اچھی طرح باخبر ہے (اور انہیں) خوب دیکھنے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب کسی قوم کے اندر بداخلاقی اتنی عام ہوجاتی ہے کہ بار بار سمجھانے اور راہ ہدایت کی طرف توجہ دلانے کے باوجود بھی وہ باز نہیں آتے، تو اس وقت عذاب کی بجلی اس طرح کوندتی ہے کہ ان کا خرمن حیات جل کر راکھ ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس علاقے کی حکومت سرکش اہل ثروت کے ہاتھ کردیتا ہے اور وہ دولت و اقتدار کے نشے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم کرتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے نافرمانوں کی وہ پوری بستی ہلاک و برباد ہوکر بے نام و نشان ہوجاتی ہے۔

مذکورہ بالا حقیقت کا ثبوت قوموں کی تاریخ سے بہم پہنچتا ہے کہ ہمیشہ غیر صالح بداخلاق و تخریبی سرگرمیوں میں مصروف قوم کو ہلاک و برباد کرکے ان کی جگہ صالح فکر اور عمدہ اخلاق رکھنے والی قوم کو لایا جاتا ہے اور وہ اپنی ماقبل قوم سے بہتر ہوتی ہے وہ حق و عدالت اور تعمیری نشو و ارتقا کا کام بخوبی انجام دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ o (محمد ۳۸:۴۷)

اور اگر تم روگردانی کروگے تو (اس سعادت سے محروم کردیے جاؤگے) اور تمہارے عوض وہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جس قوم کو عروج بخش کر انہیں اپنے دین کا علم بردار بننے کی سعادت عطا فرمائے اور اصلاح عالم کا اہم فریضہ اور عظیم ذمے داری تفویض کرے، جب تک وہ قوم اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوشاں رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے

شامل حال رہتی ہے اور اس کی تدبیر ہم آہنگ تقدیر ثابت ہوتی ہے، اس کا ہر قدم منزل کی طرف اٹھتا ہے اور ہر قسم کی عزتیں اور سرفرازیاں اس پر نچھاور کی جاتی ہیں، لیکن جب قوم اس نعمت عروج کی قدر نہیں کرتی، احکام الٰہی کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی، دین کی راہ میں بے دریغ قربانیوں سے پس وپیش کرتی ہے، اس کی قوت عمل میں کاہلی اور سستی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں، حتی کہ وہ سرتابی اور سرکشی جیسے جرم سے بھی نہیں چوکتی تو اسے عروج کے منصب جلیل سے ہٹا کر زوال کی کھائیوں میں ڈھکیل دیا جاتا ہے او رکسی دوسری قوم کو وہ منصب عظیم سنبھالنے کی عزت بخشی جاتی ہے، وہ نئی قوم نئے جوش نئے ولولے نئے جذبے اور نئے ترنگ کے ساتھ حتی الامکان عروج کی قدر کرتی ہے اور احکام الٰہی کی تعمیل کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی اور اپنے عروج وبقا کو غنیمت جانتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک مقام پر اہل مکہ کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے ہلاک کردیا، کئی قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں، جب وہ زیادتیاں کرنے لگے اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ (ایسے) نہیں تھے، کہ ایمان لاتے، اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں، مجرم قوم کو پھر ہم نے بنایا، تمہیں جانشین زمین میں ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں، کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں اہل مکہ کو بتایا جارہا ہے، کہ جو روش تم نے اختیار کررکھی ہے، وہ کسی عقل منداور عاقبت اندیش انسان کی روش نہیں اپنے گناہوں پر تمہیں کچھ ندامت نہیں، ہر بھلائی اور آرام کو حاصل کرنے کے لیے تم بہت بے چین ہو، جب تمہیں کوئی مصیبت گھیر لیتی ہے، تو ادھر سے آنکھیں پھیر لیتے ہو، احسان مندی اور شکر گزاری کا کوئی اثر تمہارے قول وفعل میں نظر نہیں آتا۔ یادرکھو! تم سے پہلے بھی اس قماش کے لوگ گزرے ہیں، ہم نے ان کو بھی سمجھنے اور سنبھلنے کے لیے کافی مہلت دی، انہیں راہ ہدایت دکھانے کے لیے رسول بھیجے، لیکن جب وہ سرکشی سے باز نہ آئے، تو انہیں عذاب کی چکی میں پیس دیا گیا اور ان کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا۔ اہل مکہ! آنکھیں کھولو! اور نزول عذاب سے پہلے اپنی نجات کا سامان کرو کہیں تم سے پہلوں کی طرح تمہیں بھی زوال سے دوچار اور بے نام ونشان نہ ہونا پڑے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد قوموں کے عروج وزوال کے واقعے بیان فرمائے ہیں، جس قوم کا ذکر قرآن میں سب سے زیادہ ہے، وہ ''بنی اسرائیل'' ہے۔ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ عروج وزوال کا ادراک قرآن مجید کی آیات بینات سے بخوبی ہوتا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں، کہ مثال کے لیے اس قوم کی تاریخ عروج وزوال کے چند صفحات پیش کردیں، تاکہ قوموں کے عروج وزوال کی بنیادوں کا صحیح اندازکرنا ہمارے لیے آسان ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے جانی دشمن فرعون سے نجات عطا فرمائی۔ بنی اسرائیل کے لیے دریائے قلزم کا پانی سمٹ گیا اور بیچ دریا میں راستہ پیدا ہوگیا جس سے بنی اسرائیل نے بآسانی دریا پار کرلیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت جب دریا کے پیدا کردہ اسی راستے میں چلا تو وہ اور اس کا سارا لشکر دم زدن میں نیست ونابود ہوگیا۔ ''تیہ'' کے بے آب وگیاہ ریگستان میں بنی اسرائیل پر اللہ نے بادلوں کا سایہ کیا میدان تیہ میں ان کے کھانے کے لیے ''من وسلویٰ'' کی خوراک مہیا کی۔ پیاس سے تڑپنے لگے تو اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور بنی اسرائیل نے اپنی پیاس بجھائی۔ منجملہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عروج کے ایسے مقام پر فائز فرمایا، کہ انہیں ساری دنیا پر فضیلت وبرتری کا تمغہ عطا

کیا گیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔(الجاثیہ ۴۵:۱۶)

اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ، بنی اسرائیل کو کتاب ،حکومت اور نبوت اور ہم نے ان کو پاکیزہ رزق دیا اور انہیں فضیلت دی (اپنے زمانے کے)اہل جہان پر۔

اس زمانے میں جتنی قومیں تھیں ، ان میں سب سے زیادہ یہی لوگ بارامانت کو اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے ،اس لیے اپنی ہم عصر اقوام پر ان کو فضیلت بخشی گئی۔

عروج وارتقا کی بہاروں میں زندگی گزارنے والی اس قوم کے زوال کی چند مثالیں بھی ملاحظہ فرمالیں ، کہ اللہ نے ان پر انعام واکرام کی بارش کی ، مگر انہوں نے احکام الٰہی سے بے پرواہ ہوکر اپنی طبیعت کے اقتضا کے مطابق زندگی گزارنے کو ترجیح دی ، توان کا ایسا انجام ہوا ، کہ یہ قوم آنے والی نسلوں کے لیے عبرت ونصیحت کا سامان بن گئی اور ذلت ونکبت ، خواری ورسوائی اور غربت ومسکنت اس کا مقدر بن گیا۔ارشاد ربانی ہے:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ۔(البقرہ ۲:۶۱)

اور مسلط کردی گئی ان پر ذلت اور غربت اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر انہیں حد سے تجاوز نہ کرنے کا حکم دیا اور کھلے لفظوں میں انہیں باور کرا دیا ، کہ اگر تم نافرمانیوں سے باز نہ آئے ، تو غضب الٰہی کے مستحق قرار پاؤ گے اور جس پر غضب الٰہی ہوا وہ تباہ وبرباد ہو گیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى۔(طہٰ ۲۰:۸۱)

کھاؤ ان پاک چیزوں سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا ورنہ اترے گا تم پر میرا غضب اور وہ (بدنصیب)اتر تا ہے جس پر میرا غضب تو یقیناً وہ گر کر رہتا ہے۔

پھر بھی یہ لوگ شرانگیزیوں ، نافرمانیوں ، حد سے تجاوز اور عناد و سرکشی سے باز نہ آئے ، توان کا حشر یہ ہوا ، کہ وہ کئی ٹکڑوں میں بانٹ کر تتر بتر کر دیے گئے۔ چنانچہ ارشاد باری تبارک وتعالیٰ ہے:

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا۔(الاعراف ۷:۱۶۸)

اور ہم نے بانٹ دیا انہیں زمین میں کئی گروہوں میں۔

یعنی ہم نے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ان کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔وہ دنیا کے ممالک میں ایک بے بس اقلیت بن کر رہ گئے۔ بنی اسرائیل کی تاریخ عروج وزوال کے یہ چند اوراق تھے، جنہیں ہم نے قرآن کریم کی آیات بینات کی روشنی میں اختصاراً بیان کرنے کی کوشش ہے۔مذکورہ بالا سطور کے آئینے میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ، کہ انہیں اللہ کے احکام کی تعمیل اور اوامر الٰہی کے مقتضیات کو پورا کرنے کی برکت سے نعمتیں حاصل تھیں اور جب انہوں نے احکام الٰہیہ کی خلاف ورزی اور اطاعت خداوندی سے روگردانی کی تو اللہ نے انہیں ذلت وخواری ، اور انحطاط وزوال کی دلدل میں گرفتار کر دیا۔

غرض یہ کہ بنی اسرائیل کے عروج وارتقا اور زوال وانحطاط کی تاریخ سے اظہر من الشمس ہے کہ کسی بھی قوم کو عروج وارتقا کی دولت جبھی میسر آتی ہے جب مجموعی اعتبار سے وہ قوم اپنے اوپر عائد ہونے والے دینی فرائض کو پوری دیانتداری سے ادا کرے ، اس کے اخلاقی اقدار بلند ہوں۔ جب لوگ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور بد دیانتی سے کام لینے لگتے ہیں اخلاقی پستی کا شکار ہو جاتے ہیں تو ان کے ترقی کے لالے پڑ جاتے ہیں اور انہیں عروج کی دولت سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔(جاری)

شرعی مسائل

از: مفتی محمود اختر القادری رضوی امجدی دارالافتا، ۵۰، قاضی اسٹریٹ ممبئی۔ ۳

اللہ تعالیٰ کو ''اوپر والا'' کہنا

سوال اول: آج کل عوام بول چال میں بولتے رہتے ہیں کہ اوپر والا چاہے گا تو ایسا ہو جائے گا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ جہت و مکان سے پاک ہے۔ شعب الایمان میں ہے۔'' **وھو المتعالی عن الحدود والجھات والاقطار والغایات المستغنی عن الاماکن والازمان** ''۔ بہار شریعت میں ارشاد فرمایا۔'' اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و سکون و شکل و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے''۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اوپر والا بولنا اس کے لیے جہت ثابت کرنا ہے اور یہ کفر ہے کہ وہ جہت سے پاک ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے۔'' **اذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جھة لا علو و لا سفل و لا غیرھما** ''۔ یعنی جب وہ کسی مکان میں نہیں تو کسی جہت میں بھی نہیں، نہ اوپر نہ نیچے نہ ان کے علاوہ کسی جہت میں۔ (شرح عقائد نسفی ص ۳۳) بحر الرائق میں ہے۔'' **یکفر بوصفه تعالی بالفوق او بالتحت ملخصا** '' (بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۰) حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ خانیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔'' خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے۔ یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے، نیچے تم۔ یہ کلمہ کفر ہے''۔ (بہار شریعت ج ۹ مرتد کا بیان) پھر بھی اگر کوئی اوپر والا بمعنی بلندی و برتری والا بولے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مگر اس لفظ کے کہنے سے لوگوں کو منع کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہندوؤں کے میلوں میں مسلمانوں کا اپنی دوکان لگانا

سوال دوم: ہندوؤں کے میلوں اور دسہروں میں دکاندار اپنی اپنی دکانیں کثرت سے لگاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے میلوں کو اور ترقی ملتی ہے تو ان عام مسلمان دکان والوں کے لیے کیا حکم ہوگا؟

جواب: کافروں کے میلوں تہواروں میں اس لئے شریک ہونا کہ ان کے مذہبی میلے اور جلوس کی شان و شوکت بڑھے، اس کو فقہائے کرام نے کفر فرمایا ہے۔ لیکن اگر مسلمان صرف اس نیت سے شریک ہو کہ وہاں کوئی چیز خریدے یا سامان فروخت کرے، لہو ولعب کا ارادہ نہ ہو تو جائز ہے۔ حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔'' اس میں شک نہیں کہ کفار کے میلوں کی شرکت کرنا، ان کو زینت دینا، ان کی شان و شوکت بڑھانا حرام اور سخت حرام ہے، بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔'' **من کثر سواد قوم فھو منھم** ''۔ مگر تاجر

چونکہ محض نیت تجارت اور اپنے سامان کو فروخت کرنے جاتا ہے یا کوئی دوسرا مسلمان ان میلوں میں محض سودا خریدنے جاتا ہے۔ان کی نیت نہ لہوولعب کی ہو، نہ ان کے میلوں کی تزئین کی ہو، ان کو ان میلوں میں تجارت کرنا جائز ہے۔صحابہ کرام بعد از اسلام بھی عکاظ و ذوالمجاز و مجنہ جو اسواق جاہلیت اور کفار کے میلے تھے، ان میں بغرض تجارت تشریف لے گئے ہیں۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں ایک باب اس عنوان پر منعقد فرمایا۔"**باب الاسواق اللتی کانت فی الجاهلية فتبايع الناس بها فی الاسلام**"۔امام بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔**ای هذا باب فی بيان جواز التبايع فی الاسواق اللتی كانت فی الجاهلية قبل الاسلام و قصده من وضع هذه الترجمة الاشارة الى ان مواضع المعاصی و الافعال الجاهلية لا يمنع من فعل الطاعة فيها الخ**" (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۳۰۶) لہٰذا کافروں کے میلوں میں محض بغرض تجارت جانے میں عدم جواز کا حکم نہیں۔ ہاں، ان کے میلے کی زینت اور شان و شوکت بڑھانے کی نیت ہو تو اس کا حکم بہت سخت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمانوں کا ہنود کو ان کے تہواروں پر مبارکبادی دینا اور راکھی بندھوانا

سوال سوم: غیر مسلموں کے تہواروں مثلاً ہولی اور دیوالی میں عام مسلمان ان کو مبارکباد دیتے ہیں اور راکھی وغیرہ بندھواتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ہولی دیوالی و دیگر مشرکانہ اور ہندوؤں کے مذہبی تیوہاروں پر مبارکباد دینا حرام سخت حرام اور کفر انجام ہے۔فتاویٰ عالمگیری باب احکام المرتدین میں ہے۔"**و بخروجه الى نيروز المجوس لموافقته معهم فيما يفعلون فی ذلک اليوم و باهداء ه ذلک اليوم للمشركين و لو بيضة تعظيما لذلک**"۔یعنی مجوسیوں کے تہوار نیروز میں شرکت کے لیے جانے اور اس دن جو مشرکانہ حرکتیں وہ کرتے ہیں، اس کی موافقت کرنے کی وجہ سے اور اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے مشرکوں کو تحفہ پیش کرنے کی وجہ سے اگر چہ ایک انڈا ہی پیش کرے (مسلمان کافر ہوجاتا ہے) (ملخصاً فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۷)

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔"ان مشرکانہ مذہبی تہواروں پر ہندوؤں کو مبارکباد دینا اشد حرام، بلکہ منجی الی الکفر ہے۔جو مسلمان ایسا کرتے ہیں، ان پر توبہ وتجدید ایمان و نکاح لازم ہے"۔(فتاوی شارح بخاری ج ۲ ص ۵۶۷) مسلمان کو راکھی بندھوانا بھی حرام و گناہ ہے۔جن لوگوں نے راکھی بندھوائی، وہ لوگ گنہ گار فاسق ہیں، سخت عذاب کے مستحق ہیں، ان پر توبہ فرض ہے۔فتاویٰ شارح بخاری کتاب العقائد میں ہے۔"جن مسلمان عورتوں نے ہندوؤں کو یہ ڈورا باندھا یا، جن مسلمان مردوں نے ہندو عورتوں سے یہ ڈورا بندھوایا، وہ سب فاسق وفاجر، گنہ گار، مستحق عذاب نار ہوئے، لیکن کافر نہ ہوئے۔اس لئے کہ یہ راکھی بندھن پوجا نہیں۔ان کا قومی تہوار ہے اور ان کا یہ قومی شعار ہے، مذہبی شعار نہیں۔کسی بھی کافر کے قومی شعار کو اختیار کرنا حرام و گناہ ہے"۔(ج ۲ ص ۵۶۶) لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ مشرکانہ تیوہاروں کی مبارکباد دینے اور راکھی وغیرہ بندھوانے سے سخت پرہیز کریں اور جنہوں نے ایسا کیا وہ سچے دل سے توبہ کریں۔احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں اور آئندہ ان باتوں سے بچتے رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے پیر پر بھروسہ کرنا

سوال چہارم: آج کے دور میں عام لوگ اللہ رب العزت

سے زیادہ اپنے پیر پر بھروسہ کرتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟
جواب: کوئی بھی سنی صحیح العقیدہ مسلمان اللہ سے زیادہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ سنیوں کے بارے میں یہ سخت بدگمانی ہے کہ یہ لوگ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ولیوں کو مانتے ہیں اور ان پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ ایسی بدگمانی حرام ہے۔ اللہ جل وعلا قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ {**یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم**} اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ {**ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث**} بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے۔ (بخاری ومسلم) سنی صحیح العقیدہ مسلمان اللہ والوں کا نام لیتا ہے، حاجت وضرورت پہ انہیں پکارتا ہے۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ان پر اعتماد کرتا ہے، بلکہ ان بزرگوں، اللہ کے مقبول اور محبوب بندوں سے مسلمان اسی لئے محبت کرتا ہے کہ یہ اللہ جل وعلا کے مقرب بارگاہ ہیں، اللہ ورسول کے چاہنے والے اور ان کے محبوب ہیں، اگر یہ راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی راضی ہو جائیں گے، کیونکہ اللہ والے رب تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں۔ ان کی دوستی اللہ کی دوستی ہے اور ان سے دشمنی اللہ سے دشمنی ہے کہ اللہ جل وعلا خود ارشاد فرماتا ہے {**من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب**} جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میرا اعلان جنگ ہے۔ (بخاری شریف) ۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبان بارگاہ کی سچی عقیدت عطا فرمائے اور ہر طرح کی بدعقیدگی بدمذہبی گستاخی دریدہ دہنی اور بدگمانی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کا ترک کرنا اور نوافل کی کثرت

سوال پنجم: جو لوگ فرض نماز چھوڑتے ہیں اور شب قدر، شب برأت وغیرہ میں نوافل کی کثرت کرتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟
جواب: فرض چھوڑنے والا سخت گنہ گار، مستحق عذاب نار، مستوجب غضب جبار ہے۔ اس پر فرض ہے کہ جلد سے جلد اس کے ذمہ جتنے فرض باقی ہیں سب کو ادا کرے، اور سچے دل سے توبہ کرے۔ واجب وسنن موکدہ کے علاوہ دیگر نوافل پڑھنے کی بجائے فرض وواجب کی قضا کرے کہ جس کے ذمہ فرض باقی ہو، اللہ اس کے نفل قبول نہیں فرماتا۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز زکوۃِ فرض ادا کرنے کی بجائے نفل خیرات کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔
''اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے۔ یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے۔ نادان سمجھتا ہی نہیں۔ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے، وہ قابل قبول ہوں گے؟ خصوصا اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیات سے بے نیاز ہے۔ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزما لیں۔ کوئی زمیندار مال گزاری تو بند کر لے اور تحفہ میں ڈالیاں بھیجا کرے دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہراتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں۔ ذرا آدمی اپنے ہی گریباں میں منھ ڈالے۔ فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری کا رس بندھا ہوا ہے۔ جب دینے کا وقت آئے وہ رس ہرگز نہ دیں مگر تحفہ میں آم خربوزے بھیجیں۔ کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے ان عام خربوزے کے بدلہ اس سے باز

آئے گا۔سبحان اللہ جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا۔لاجرم محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جزواملا اور عثمان ابن ابی شیبہ اپنے سنن اور ابونعیم حلیۃ الاولیا اور ہناد فوائد اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبدالرحمن بن ثابت وزید وزبید پسران حارث ومجاہد سے راوی۔ **لما حضر ابا بکر ن الموت دعا عمر فقال اتق اللّٰہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لا یقبلہ باللیل وعملا باللیل لا یقبلہ بالنہار واعلم انہ لا یقبل نافلۃ حتی تؤدی الفرضیۃ**- الحدیث۔یعنی جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نزع کا وقت ہوا،امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا۔اے عمر!اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں ہیں کہ انہیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا، جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے''۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۳۶،۷ ۴۳)

لہٰذا جن لوگوں کے ذمہ فرض نمازیں باقی ہیں ان پر فرض ہے کہ جلد از جلد ان نمازوں کی قضا کریں اور ادئیگی میں جو تاخیر ہوئی ہے،اس پر سچے دل سے توبہ کریں۔ایسے لوگوں کے لیے بہتر ہے کہ نوافل کی بجائے اپنے فرائض و واجبات کی ادائیگی کی کوشش کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

نماز سے زیادہ عرس ونیاز وفاتحہ کا اہتمام کرنا

سوال ششم: آج کل عوام مزارات پر حاضری، فاتحہ، عرس وغیرہ کو نماز سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور نماز سے زیادہ ان کا اہتمام کرتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سوال بھی سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں سے بدگمانی پر مبنی ہے۔کسی چیز کو اہمیت دینا اور ہے اور اس کا اہتمام کرنا اور ہے۔ مسلمان کتنا ہی بے عمل،گنہ گار کیوں نہ ہو،وہ نماز کو فرض ہی جانتا ہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ فرض کی اہمیت بہرحال ہر غیر فرض عمل سے زیادہ ہے۔ہاں،جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے اور مزارات پہ حاضری، فاتحہ وغیرہ کا اہتمام زیادہ کرتے ہیں، وہ لوگ نماز ترک کرنے کی وجہ سے سخت گنہ گار، مستحق عذاب نار، فاسق وفاجر ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ نماز کی پابندی کریں اور فاتحہ وغیرہ کی وجہ سے نماز ہرگز ترک نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ بارگاہ ہرگز اس بات سے راضی اور خوش نہ ہوں گے کہ ان کے مزارات پہ حاضری دی جائے اور نماز چھوڑ دی جائے جبکہ حدیث پاک میں ہے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔''**اربع فرضھن اللّٰہ فی الاسلام فمن جاء بثلاث لم یغنین عنہ شیئا حتی یاتی بھن جمیعا الصلوۃ والزکوۃ وصیام رمضان و حج البیت**'' چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک کہ پوری چاروں کو نہ بجا لائے، نماز، زکوۃ، روزہ رمضان وحج کعبہ(مسند امام احمد)۔جب چاروں فرضوں میں سے کسی ایک کے نہ کرنے پر تین کام نہ دیں گے تو فرض چھوڑ کر نفل یا مستحسن کام کیسے فائدہ دے گا۔لیکن عوام کو بزرگان دین کی بارگاہوں کی حاضری سے روکا نہ جائے، بلکہ انہیں نماز پڑھنے کی تاکید اور تنبیہ کی جائے۔ترک نماز کی وعیدیں بتائی جائیں۔بہت ممکن ہے کہ بزرگوں کی بارگاہ کی حاضری ہی ان کے اصلاح کا سبب بن جائے اور ان کی برکتوں سے انہیں سچی توبہ کی توفیق مل جائے۔واللہ الہادی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وھو تعالیٰ اعلم

عرس کے سفر میں ترک نماز

سوال ھفتم: آج کل لوگ بریلی، اجمیر وغیرہ کے عرس کے سفر میں نمازوں کو ترک کردیتے ہیں تو ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

تاج الشریعہ اور حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ

تحریر: فیضان المصطفے قادری

گزشتہ دنوں سوشل میڈیا پر ایک نہایت ہی عجوبہ روزگار خبر پڑھنے کو ملی کہ تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی شان میں گستاخی کی ہے، آنکھوں پر یقین نہ آیا، پھر تاج الشریعہ کے فتاویٰ کے وہ صفحات سامنے آئے جن کو بنیاد بنا کر اس قسم کا پروپیگنڈا کیا گیا تھا، میں سوچنے لگا کہ اس دنیا میں گھوٹالے تو ہوتے ہی رہتے ہیں یہ بھی انھیں میں سے ایک گھوٹالا ہوگا۔ لیکن تاج الشریعہ کی عبارت پڑھ جائیں تو حیرت ہوتی ہے کہ جن کلمات سے دنیا بزرگوں کے آداب سیکھے گی اور احترام اولیا کا درس لے گی کس طرح اس سے گستاخی کا مفہوم کشید کیا گیا ہے۔

پوری دنیا کو معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت اور ان کے خانوادے کی خصوصیت رہی ہے کہ انھوں نے انبیائے کرام واولیائے عظام کی عظمتوں کی پاسبانی کی ہے، اور تاج الشریعہ انھیں نقوش قدم پر گامزن ہیں۔ تاج الشریعہ شریعت کی پیروی میں بڑے سخت اور اولیائے کرام کے تحفظ ناموس میں حد درجہ چست واقع ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں کبھی نہیں سنا گیا کہ انھوں نے کسی بزرگ کی بے حرمتی کی ہو، یا ان کے انداز بیان سے اسلاف کرام کی شان میں کوئی فروگزاشت ہوئی ہو۔ جو حضرات حضور تاج الشریعہ کے آن لائن سوال وجواب کا سیشن سنتے ہیں انھیں خوب معلوم ہے کہ اس بارگاہ میں اولیائے کرام کے آداب سکھائے جاتے ہیں، اور خصوصاً حضور محبوب الٰہی کے متعلق تو ایک سوال کے جواب میں آپ نے تفصیلی بیان فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ ''محبوب الٰہی تو محبوب الٰہی ہیں''۔

دراصل آپ نے اپنے فتاویٰ میں ایک مقام پر ''سجدۂ تعظیمی کی حرمت'' پر تفصیلی کلام کیا ہے اور اس مسئلے پر ان لوگوں کا رد کیا ہے جو لوگ بعض فقہا کے خلافِ اجماع قول سے سجدہ تعظیمی کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، اسی سیاق میں فرماتے ہیں:

''اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے۔ اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطأً ایسا ہوگیا نہ کہ انھوں نے دانستہ حق کو چھوڑا اور باطل کو اپنایا، لہٰذا ان کے مزارات پر عقیدت سے جانے اور ان کے احترام میں مضائقہ نہیں''۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ صفحہ ۲۶۸، ۲۶۹)

مذکورہ مسئلے پر اس عبارت کا پیرایۂ بیان حد درجہ احتیاطی ہے۔ جب کہ نصوص کے خلاف اگر کسی بزرگ کا کوئی قول کہیں سے مل جائے تو کتنے من چلے ان کی بزرگی اور ان پر اعتماد واعتقاد کی پروا نہیں کرتے، اور جو منہ میں آتا ہے بک جاتے ہیں۔ سب کو معلوم

ہے کہ ملائکہ اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے علاوہ کوئی معصوم عن الخطا نہیں۔ اور خطا سے نہ ولایت متاثر ہوتی ہے نہ مقام ومرتبے پر حرف آتا ہے، بلکہ صحیح حدیث میں بعض خطاؤں پر بارگاہِ رسالت سے ایک نیکی کا مژدہ بھی سنایا گیا ہے۔ (''واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر'' أخرجه مسلم 1716) اور اس کی بے شمار مثالیں شریعت اسلامیہ کے ذخیرۂ فتاویٰ میں موجود ہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ فتویٰ سجدۂ تعظیمی کے جواز اور عدم جواز سے بحث کرتا ہے۔ اس کا موضوع یہ نہیں کہ ''اگر کسی سے خطا ہوجائے تو اس کا احترام کرنا چاہیے یا نہیں''، لیکن تاج الشریعہ کے اس فتوی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس بات کو ذکر کرنے سے پہلے اور بعد میں احترام اولیا کی خاص تلقین فرمائی۔ پہلے تو یہ فرمایا کہ ان حضرات پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کا احترام لازم ہے، بعد میں بھی ان کے مزارات پر احترام وعقیدت سے جانے کی بات کہی۔ اس قسم کے حساس مسلے پر تاج الشریعہ کا مذکورہ فتویٰ اور اس کی عبارت اصول شرع پر مبنی، اعلیٰ درجہ کے احتیاط اور نہایت ہی نپے تلے اسلوب کی حامل ہے، جہاں قلم تو نصوص شرعیہ کے گرد گردش کرتا ہے اور اختلاف کا ذکر آنے پر پر احترام اسلاف بھی ہاتھ سے نہیں جاتا۔ نوجوان محققین اور قلم کاروں کو اس سے بہت کچھ سیکھنا چاہیے۔

ہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اور پھر حضور تاج الشریعہ نے اپنے فتاویٰ میں اس بات کی شدید تردید کی ہے کہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز مزامیر کے ساتھ سماع کے قائل تھے اور اس کے لیے انھوں نے کتاب مستطاب فوائد الفوائد شریف سے استدلال کیا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نے مزامیر کو منع فرمایا ہے۔

تعلیمی مسائل

قسط ہشتم

پیشہ ورانہ تعلیمات

Professional Educations

طارق انور مصباحی (کیرلا)

یوروپین اقوام نے مسلم دانشوروں کے علوم واکتشافات اور ایجادات وتحقیقات کو اپنا کر آسمانوں پر کمندیں ڈال دیں اور ہم اپنی وراثت بھی کھو بیٹھے۔ان علوم وفنون سے ہماری بیگانگی نے ہمیں بہت نقصان پہونچایا۔شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال (۱۸۷۶ء-۱۹۳۸ء) نے اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا۔

مگر وہ علم کے موتی ، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا
گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

{عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا، لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ}(سنن ابی داؤد باب طلب العلم لغیر اللہ تعالیٰ-المستدرک علی الصحیحین کتاب العلم-سنن ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ-شعب الایمان للبیہقی ج۲ص۲۸۲-صحیح ابن حبان ج۱ص۲۷۹-مسند احمد بن حنبل ج۱۴ص۱۶۹-مصنف ابن ابی شیبہ ج۶ص۱۸۸)

ترجمہ:حضرت تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ایسا علم جس سے رب تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے،اس علم کو جو شخص محض دنیاوی مال پانے کے لیے حاصل کرے ،وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔اگر علوم شرعیہ کے حصول کا یہ مقصد ہو کہ علوم دینیہ کو تحصیل معاش کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ ایک غیر مستحسن طرز فکر ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک {طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ} (سنن ابن ماجہ باب فضل العلما) کی بجا آوری کے قصد سے علم دین کی تحصیل ہو،اور معاش وگذر اوقات کے لیے دیگر علوم وفنون کی جانب پیش قدمی کی جائے۔اگر دنیاوی علوم کے حصول میں بھی یہ نیت صادقہ شامل ہو کہ اس کے ذریعہ ہم اپنی معاش کا بھی انتظام کریں اور اسلام واہل اسلام کی بھی خدمات بھی سرانجام دیں تو یہ عزم خیر بھی رضائے خداوندی کا موجب ہوگا۔اسی نکتہ نظر کے موافق تعلیمی مسائل کے مضامین میں طلبائے مدارس کی رہنمائی ان علوم وفنون کی جانب کی جارہی ہے،جو ان کے لیے ذریعہ معاش بن سکیں۔امامت وتعلیم دین کی اجرت کا جواز محض بوجہ ضرورت ہے۔تراویح،قرآن خوانی،تسبیح وتہلیل وغیرہا کی اجرت آج تک ناجائز ہی ہے۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فضلائے مدارس اور قوم مسلم کی معاشی بہتری کی خاطر میں نے پروفیشنل ایجوکیشن کا موضوع {Topic} شروع کر دیا ہے۔ چونکہ یہ ایک وسیع باب ہے، اس لیے محررین وقلمکاران سے عرض ہے کہ اس موضوع پر خامہ فرسائی کر کے ہمارا قلمی تعاون فرمائیں، تاکہ نسل جدید صحیح جہات کا تعین کر سکے۔ اسی طرح خطبا ومقررین سے بھی التماس ہے کہ قوم کو دینیات کے ساتھ دیگر عصری تقاضوں کی جانب بھی راغب فرمائیں۔ اگر مذہبی رسائل وجرائد اور دینی وملی اسٹیجوں سے قومی اصلاحات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو قوم پر اس کے قوی اثرات مرتب ہوتے ہیں، کیونکہ قوم ایسے امور کو موافق شرع سمجھتی ہے۔ نیز اگر یہ اصلاحات علما ومشائخ کی زبان وقلم سے جاری ہوں تو ایسی تحریر وتقریر قوم کے لیے سند کا درجہ رکھتی ہے۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے۔ جمہوری ملک میں اپنے حقوق کی حصولیابی کے لیے جدوجہد کرنی ہوتی ہے۔ قوم کو سیاسی امور کی جانب بھی ترغیب دی جائے۔ علمائے کرام اپنی عالمانہ حیثیت اور قائدانہ منصب یعنی دونوں رتبوں کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام واہل سلام کی خدمات سرانجام دیں۔ گرچہ بحکم شرع ان کی ذمہ داریاں مذہبی امور {Religious Affairs} سے متعلق ہیں، لیکن غیر مذہبی امور {Unreligious Matters} میں بھی قوم کی قیادت ورہنمائی امر حسن ہے، کیونکہ احادیث مبارکہ میں خیر خواہی مسلمین کا حکم علی الاطلاق جاری ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

میں نے قوم وملت کے لیے مفید سمجھ کر ان موضوعات کا انتخاب کیا ہے۔ اگر دربار الٰہی میں میرے افکار ونظریات امت مسلمہ کے لیے فائدہ بخش اور خیر آور ہیں تو رب تعالیٰ مستفیدین کے لیے حصول مقاصد کو سہل فرما دے، اور مزید نفع بخش مضامین کی جانب میری رہنمائی فرمائے (آمین)۔ ہمارا نظریہ ہے کہ فضلائے مدارس اور اطفال مسلمین حکومتی وغیر حکومتی اعلیٰ محکمہ جات تک رسائی حاصل کریں۔ صرف اتنا مطالبہ ہے کہ جہاں کہیں بھی رہیں، مذہب ومسلک اور قوم وملک کی بھلائی وخیر خواہی کا جذبہ قائم رکھیں اور حتی الامکان عملی اقدام کریں۔ دنیا میں آنے کا اصل مقصد اللہ ورسول (عز وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم) کی رضاجوئی ہے، اور کچھ نہیں۔ رب تعالیٰ ہر ایک کو "مَنْ جَدَّ وَ جَدَ" کا تحفہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ فی کل آن وحین۔

ہندوستان ایک جمہوری وسیکولر ملک (Democratic & Secular Country) ہے۔ دستور ہند میں اس کا نام بھی ہندوستان نہیں، بلکہ انڈیا اور بھارت تحریر کیا گیا ہے۔ ملک کو بھارت نام دینے پر بھی بعض لوگ خفا ہیں۔ دستور ہند کا سب سے پہلا جملہ ہے۔ "انڈیا یعنی بھارت ریاستوں کی ایک یونین ہوگا"۔

(1) India, that is Bharat, shall be a Union of States.(The Constitution of India p.2)

جن علوم وفنون کے سبب آج اہل یورپ خود کو تمام اہل عالم سے زیادہ ترقی یافتہ سمجھتے ہیں، وہ ہماری وراثت ہیں۔ آج بھی ہمیں علوم شرعیہ کے ساتھ علوم حاضرہ کی جانب متوجہ ہونا چاہئے۔ اگر غفلت شعاری قائم رہی تو اغیار افسر ہوں گے اور ہم چپراسی۔ افراد غیر انجینیر ہوں گے اور ہم مزدور۔ سکھوں کی تعداد مسلمانوں سے بہت کم ہے، لیکن ایک سکھ ڈاکٹر منموہن سنگھ کو دوبار وزیر اعظم کے عہدہ پر سرفراز کیا جا چکا اور ابھی ایک سکھ جسٹس جگدیش سنگھ کھیہر {Jagdish Singh Khehar} کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس (4/جنوری ۲۰۱۷ء تا 27/اگست ۲۰۱۷ء) مقرر کیا گیا ہے۔ مسلمان ملک کی دوسری اکثریت {Second Majority} ہے۔ ہم میں سے کوئی آج تک وزیر اعظم نہ ہو سکا، بلکہ کشمیر کے علاوہ دیگر ریاستوں میں چیف منسٹر بھی چند ہی ہوئے، مثلاً مجاہد آزادی مسٹر عبد الغفور (۱۹۱۸ء

-۲۰۰۴ء) (سابق چیف منسٹر آف بہار- مدت وزارت علیا: جولائی ۱۹۷۳ء تا اپریل ۱۹۷۵ء- متوطن: گوپال گنج، بہار) اورسی ایچ محمد کویا (۱۹۲۷ء -۱۹۸۳ء) (سابق چیف منسٹر آف کیرلا -مدت وزارت علیا: ۱۲/ اکتوبر ۱۹۷۹ء تا یکم دسمبر ۱۹۷۹ء)۔ ہم نے سیاست وحکومت سے دوری اختیار کی تو محکومیت وغلامی ہماری مقدر بن گئی۔ جب ہم قلیل التعداد تھے تو گیارہ سو سال تک یہاں حکمراں رہے۔ آج تو ہماری بڑی تعداد ہے۔ اب قوم مسلم کو اقلیت {Minority} کی بجائے دوسری اکثریت {2nd Majority} کہنا مناسب ہے۔ آزاد ہندوستان کی ستر سالہ تاریخ میں قوم مسلم کے چار افراد صدر جمہوریہ ہوئے، اور چار اشخاص سپریم کورٹ آف انڈیا کے چیف جسٹس ہوئے۔

صدور جمہوریہ

(صدر سوم) ڈاکٹر ذاکر حسین (۱۸۹۷ء-۱۹۶۹ء) مدت: ۱۳/مئی ۱۹۶۷ء تا ۳/مئی ۱۹۶۹ء (عہد صدارت میں موت ہوئی)

(صدر پنجم) محمد ہدایت اللہ (۱۹۰۵ء -۱۹۹۲ء) مدت: ۲۰/ جولائی ۱۹۶۹ء تا ۲۴/اگست ۱۹۶۹ء (کارگذار صدر، سابق چیف جسٹس آف انڈیا)

(صدر ہفتم) فخر الدین علی احمد (۱۹۰۵ء -۱۹۷۷ء) مدت: ۲۴/اگست ۱۹۷۴ء تا ۱۱/فروری ۱۹۷۷ء (عہد صدارت میں موت ہوگئی)

(صدر چہاردہم) اے پی جے عبد الکلام (۱۹۳۱ء-۲۰۱۵ء) مدت: ۲۵/ جولائی ۲۰۰۲ء تا ۲۵/ جولائی ۲۰۰۷ء

چیف جسٹس آف انڈیا

(گیارہواں چیف جسٹس) محمد ہدایت اللہ (۱۹۰۵ء -۱۹۹۲ء) مدت: ۲۵/فروری ۱۹۶۸ء تا ۱۶/ دسمبر ۱۹۷۰ء (ایک ہزار پچیس دن-1025)

(پندرہواں چیف جسٹس) مرزا حمید اللہ بیگ (۱۹۱۳ء-۱۹۸۸ء) مدت: ۲۸/جنوری ۱۹۷۷ء تا ۲۱/فروری ۱۹۷۸ء (تین سو نواسی دن-389)

(چھبیسواں چیف جسٹس) عزیز مشیر احمدی (۱۹۳۲ء- تادم تحریر) مدت: ۲۵/اکتوبر ۱۹۹۴ء تا ۲۴/مارچ ۱۹۹۷ء (آٹھ سو اکیاسی دن-881)

(انتالیسواں چیف جسٹس) التمش کبیر (۱۹۴۸ء- تادم تحریر) مدت: ۲۹/ستمبر ۲۰۱۲ء تا ۱۸/ جولائی ۲۰۱۳ء (دوسو بانوے دن-292)

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی اہم عہدہ پر فائز ہوتا ہے تو اسلامی علوم وشرعی احکام سے لاعلمی کی بنیاد پر وہ اسلام اور اسلامی قوانین کا شایان شان احترام نہیں کر پاتا، بلکہ بسا اوقات وہ خود ہی اسلامی قوانین واصول پر تنقید کر دیتا ہے۔ کیرلا میں دینی تعلیم عام ہے۔ جب انڈین یونین مسلم لیگ {IUML} کے رہنما سی ایچ محمد کویا کیرلا کے چیف منسٹر ہوئے تو انہوں نے چند ماہ کی حکومت میں ہی مسلمانوں کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ اس قلیل مدت میں انہوں نے حکومتی تعلیم گاہوں، اسکولوں اور کالجوں میں عربی زبان کا ایک شعبہ قائم کیا۔ عربی تعلیم کے لیے بہت سے مسلم علما وفضلا حکومتی اسکول وکالج میں معلم مقرر ہوئے۔ اس طرح مسلم طلبا کے لیے اسکولوں اور کالجوں میں بھی عربی تعلیم کا نظام قائم ہو گیا۔ شمالی ہند کے بعض مسلم عہدیداران، اسلام ومسلمین کی مخالفت کرتے ہیں، تاکہ انہیں سیکولر {Secular} کا لقب مل سکے۔ شاید ہندوستان میں سیکولرزم {Secularism} کا مفہوم ''اسلام کی مخالفت'' ہے۔ مذکورہ بالا افراد کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے، لیکن مسائل شرعیہ سے ناواقفیت کے سبب بعض مذکورین سے بعض خلاف شرع قول وعمل بھی صادر ہوئے ہیں، اور بعض نے عمدہ کارنامے بھی انجام دیئے ہیں۔

مکتب کی تعلیم میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ شمالی ہند کے

مکاتیب میں دینی تعلیم کا نظم قوی و مستحکم نہیں ہے۔ کیرلا کے پلی درس {Palli Dars} کی طرح مساجد و مکاتیب میں کلاس سسٹم قائم کر کے عمدہ دینی تعلیم کا نظم ہو۔ کیرلا میں سنی جمیعۃ العلما (سمستھا کیرلا) کے زیر اہتمام باضابطہ مکتب کی تعلیم کے امتحانات منعقد ہوتے ہیں۔ مکتب میں اسکول کی طرح سلسلہ وار کلاسوں کا نظم ہے۔ ایک مستقل نصاب تعلیم ہے۔ شمالی ہند کے اقامتی مدارس اپنے علاقوں میں اصلاح مسلمین اور عام مسلم بچوں و بچیوں میں تعلیم دین کے فروغ و اشاعت کے لیے منصوبہ سازی کریں۔ اسکول، کالج و یونیورسٹی میں عصری و اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی بھی ترغیب دی جائے۔ ہم نے ایسا نظام قائم کر رکھا ہے کہ دینی تعلیم پانے والا عصری تعلیم سے محروم رہتا ہے، اور عصری تعلیم پانے والا دینی تعلیم سے محروم۔ گاؤں و شہر کے مکاتیب کے لیے باضابطہ نصاب تعلیم تشکیل دیا جائے۔ تعلیم مکمل کرنے والے طلبا و طالبات کو دینیات کا سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے۔ مساجد میں ائمہ کرام کے ساتھ چند مدرسین کی بھی تقرری ہو۔ اسی طرح ائمہ کرام و مدرسین کا مشاہرہ بھی عہد حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کیا جائے۔ جس طرح دیگر ضروریات کے لیے رقم خرچ کی جاتی ہے، اسی طرح خوش طبعی کے ساتھ مساجد و مکاتیب کے لیے بھی رقم دی جائے۔ جو راہ خدا میں دیدیا، وہی ذخیرۂ آخرت ہے۔

پیشہ ورانہ علوم کی تفاصیل

ان مضامین میں پیشہ ورانہ علوم سے متعلق محض اشارات فراہم کیے جائیں گے، یعنی پیشہ ورانہ ڈگریوں میں داخلہ کے شرائط، مدت، فیس، تعلیمی میڈیم اور متعلقہ تعلیمی ادارہ کا ذکر ہوگا۔ تفصیلات اوران ڈگریوں کے فوائد اور شعبہ ملازمت اپنے آس پاس موجود تعلیم یافتگان، پراسپیکٹس، پروگرام کوآرڈی نیٹر، انٹرنیٹ و دیگر وسائل و ذرائع سے حاصل فرمالیں۔ یہاں صرف بیچلر ڈگری {Bachelor Degree} سے متعلق معلومات مرقوم ہوں گی، کیونکہ ماسٹر ڈگری {Master Degree} بیچلر ڈگری کے بعد آتی ہے۔ جو بیچلر ہوجائے گا، وہ خود ہی مابعد کے مراحل سے متعارف ہوجائے گا۔

(1) کمپیوٹر سائنس

بی سی اے {Bachelor of Computer Application *BCA} شرائط داخلہ: میٹرک اور انٹرمیڈیٹ (10+2) کے سرٹیفکیٹ ہوں، یا اس کے مماثل کوئی سرٹیفکیٹ ہو۔ میڈیم: انگلش۔ مدت: تین سال۔ فیس: تیس ہزار {30,000} کل چھ سمسٹر (Semester) ہیں۔ ہر سمسٹر میں پانچ ہزار ادا کرنا ہے۔ تعلیمی ادارہ: اگنو (IGNOU)

(2) لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس

بی ایل آئی ایس {Bachelor of Library and Information Science *BLIS} شرائط داخلہ: پچاس فیصد {50%} مارکس کے ساتھ بیچلر ڈگری پاس کیا ہو، یا بیچلر ڈگری کے ساتھ لائبریری سائنس {Library Science} میں ایک سالہ ڈپلوما کیا ہو، یا بیچلر ڈگری کے ساتھ لائبریری اور انفارمیشن سنٹر {Library and Information Center} کا دو سالہ عملی تجربہ {Working Experience} ہو۔ میڈیم: انگلش۔ مدت: ایک سال۔ فیس: پانچ ہزار (5,000) تعلیمی ادارہ: اگنو۔

(3) ٹورزم اینڈ ٹراویلس

بی ٹی ایس {Bachelor of Arts in Tourism Studies *BTS} شرائط داخلہ: میٹرک اور انٹرمیڈیٹ {10+2} کے سرٹیفکیٹ ہوں، یا اس کے مماثل کوئی سرٹیفکیٹ ہو، یا اگنو سے بی پی پی {BPP} پاس کیا ہو۔ مدت: تین سال۔ میڈیم: انگلش و ہندی۔ فیس: سات ہزار پانچ

سو{7,500}۔ ہرسال ڈھائی ہزار ادا کرنا ہے۔ تعلیمی ادارہ: اگنو۔

(4) سوشل ورک

بی ایس ڈبلیو {Bachelor of Social Work BSW}* شرائط داخلہ: میٹرک اور انٹرمیڈیٹ (10+2) کے سرٹیفکیٹ ہوں، یا اس کے مماثل کوئی سرٹیفکیٹ ہو، یا اگنو سے بی پی پی (BPP) پاس کیا ہو۔ مدت: تین سال۔ میڈیم: انگلش وہندی۔ فیس: بارہ ہزار روپے {12,000}۔ ہرسال چار ہزار ادا کرنا ہے۔ تعلیمی ادارہ: اگنو۔

(5) انجینئرنگ

بی ای (کمپیوٹر) {B.E. Computer Engineering} مدت: چار سال۔ کل فیس: اڑتیس ہزار نوے روپے {38,090}

بی ای (الیکٹریکل) {B.E. Electrical Engineering} مدت: چار سال۔ کل فیس: اڑتیس ہزار نوے روپے {38,090}

بی ای (الیکٹرانکس اینڈ کمیونیکیشن) {B.E. Electronics & Communication Engineering} مدت: چار سال۔ کل فیس: اڑتیس ہزار نوے روپے {38,090}

بی ای (میکانیکل) {B.E. Mechanical Engineering} مدت: چار سال۔ کل فیس: اڑتیس ہزار نوے روپے {38,090}

توضیح: انجینئرنگ کی مذکورہ بالا چاروں ڈگریاں جامعہ ملیہ اسلامیہ (دہلی) کی ہیں۔ چاروں ڈگریوں میں داخلہ کے شرائط درج ذیل ہیں۔

(۱) کسی تسلیم شدہ {Recognized} پالی ٹیکنک ادارہ {Polytechnic Institute} یا ٹیکنیکل ادارہ {Technical Institute} سے متعلقہ شعبہ میں تین/ چار سالہ ڈپلوما کورس {Diploma Course} کیا ہو۔ یعنی انجینئرنگ کے جس شعبہ میں ایڈمیشن لینا چاہتا ہو، اسی شعبہ میں تین/ چار سالہ ڈپلوما کورس کیا ہو۔ (۲) ڈپلوما کورس پاس کرنے کے بعد متعلقہ شعبہ میں کم از کم دو سالہ عملی تجربہ {Professional Experience} رکھتا ہو۔ (۳) بی ای (کمپیوٹر انجینئرنگ) میں ایڈمیشن کے لیے کمپیوٹر انجینئرنگ میں تین/ چار سالہ ڈپلوما کورس کیا ہو، یا الیکٹرانکس اینڈ کمیونیکیشن انجینئرنگ میں تین/ چار سالہ ڈپلوما کورس کیا ہو، یا کمپیوٹر انجینئرنگ اور الیکٹرانکس اینڈ کمیونیکیشن انجینئرنگ کا مشترکہ تین/ چار سالہ ڈپلوما کورس کیا ہو۔ پھر ڈپلوما کورس پاس کرنے کے بعد دو سالہ پیشہ ورانہ تجربہ {Professional Experience} حاصل کیا ہو۔ (۴) جس نے جامعہ ملیہ اسلامیہ (دہلی) کے پالی ٹیکنک ادارہ سے ڈپلوما کورس کیا ہو، اور ستر فیصد مارکس {70% Marks} یا اس سے زائد مارکس حاصل کیا ہو، وہ دو سالہ عملی تجربہ کے بغیر مذکورہ بالا انجینئرنگ ڈگریوں کے انٹرینس ٹسٹ {Entrance Test} میں شریک ہونے کا اہل ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا تمام ڈگریاں آپ کے کسی علاقائی ڈگری کالج یا کسی قریبی یونیورسٹی میں بھی دستیاب ہوں گی، معلوم کرلیں۔ مذکورہ فیس و مدت وغیرہا سال ۲۰۱۶ء و ۲۰۱۷ء کے اعتبار سے ہے۔ آئندہ سالوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح دیگر تعلیم گاہوں میں فیس و مدت کی کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔

یونین پبلک سروس کمیشن {UPSC}

انڈیا کی مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے بہت سے محکمہ جات ہیں۔ ملازمت کی عمر کی تکمیل پر ملازمین کا ریٹائر منٹ {Retirement} جاری رہتا ہے۔ اسی طرح بعض ملازمین

حادثات کے بھی شکار ہوجاتے ہیں۔حکومتی محکمہ جات میں پیدا شدہ خلا کو پر کرنے کے لیے مختلف قسم کے امتحانات کا انعقاد ہوتا رہتا ہے، تا کہ ملازمین کا انتخاب کیا جاسکے۔یونین پبلک سروس کمیشن {Union Public Service Commission} مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے۔کمیشن گیارہ ممبران یعنی ایک چیئرمین اور 10/ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔یہ تمام،صدر جمہوریہ {President of India} کے منتخب کردہ ہوتے ہیں۔کمیشن کا ہیڈ آفس دہلی میں ہے۔برطانوی عہد میں یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء کو اس کا قیام عمل میں آیا۔مرکزی پبلک سروس کمیشن کی طرح ہر ریاست (State) کے زیر انتظام ریاستی پبلک سروس کمیشن ہے۔ریاستی پبلک سروس کمیشن ریاستی سول سروس و دیگر محکمہ جات کے لیے امتحانات کا انعقاد اور ملازمین کا انتخاب کرتا ہے۔ہر ریاست کے پبلک سروس کمیشن اور اس کے امتحانات وغیرہ سے متعلق معلومات انٹرنیٹ سے حاصل کرلیں۔یو پی ایس سی {UPSC} کی جانب سے درج ذیل امتحانات منعقد ہوتے ہیں۔

1-Civil Services Examination 2-Engineering Services Examination 3-Combined Medical services Examination 4-Combined Defence Services Examination 5-National Defence Academy Examination 6-Naval Academy Examination 7-Special Class Railway Apprentice 8-Indian Forest Service Examination 9-Indian Economic Service Examination 10-Indian Statistical Service Examination 11-Combined Geoscientist and Geologist Examination 12-Central Armed Police Forces {Assistant Commandant} Examination {UPSC Wikipedia}

سول سروس اگزام {CSE}

یونین پبلک سروس کمیشن کی جانب سے قریباً ہر سال سی ایس ای {Civil Services Examination *CSE} منعقد ہوتا ہے۔یہ مقابلہ جاتی امتحان {Competitive Exam} ہے۔بہت سے فارغین مدارس و مسلم نوجوانان انڈر گریجویشن {Under Graduation} اور پوسٹ گریجویشن {Post Graduation} کرچکے ہیں،انہیں اس امتحان میں شرکت کرکے قسمت آزمائی کرنی چاہئے۔امتحان کی تیاری کے لیے مختلف شہروں میں کوچنگ سنٹر قائم ہیں۔

سول سروس کے شعبہ جات

ایس سی ای {SCE} کے امتحان میں کامیابی کے بعد جن محکمہ جات میں سروس ہوتی ہے،وہ دو حصوں میں منقسم ہیں۔(۱) آل انڈیا سروسز {All India Services*AIS} (۲) سنٹرل سول سروسز {Central Civil Services *CCS}۔سنٹرل سول سروسز {CCS} دو گروپ میں منقسم ہیں۔گروپ اے و گروپ بی {Group A & Group B}

All India Services {AIS}

1- IAS (Indian Administrative Service) 2-IPS (Indian Police Service)

CCS {Group A}

1-Indian Audit and Account Service
2-Indian civil Accounts Service
3-Indian Corporate Law Service
4-Indian Defence Accounts Service
5-Indian Defence Estates Service 6-IFS(Indian Foreign Service)
7-Indian Information Service 8-Indian Ordnance Factories Service
9-Indian Post & Telecommunication Accounts and Finance Servisce
10-Indian Postal Servise 11-Indian Railway Accounts Service

12-Indian Railway Personnel Service
13-Indian Railway Traffic Service
14-Indian Revenue Service {Income Tax}
15-Indian Revenue Service {CBES}
16-Indian Trade Service 17-Railway Protection Force

CCS {Group B}

1-Armed Forces Headquarters Civil Service
2-Delhi, Andaman and Nicobar Islands Civil Service
3-Delhi, Andaman and Nicobar Islands Police Service
4-Pondicherry Civil Service
5-Pondicherry Police Service

نوٹ: انٹرنیٹ سے سی ایس ای {CSE} کا قریبی کوچنگ سنٹر معلوم کرلیں اور وہاں سے تفصیلی معلومات حاصل کرکے دوسروں کو بھی ان امور کی ترغیب دیں۔

اِمتحان کے مراحل

سی ایس ای {C S E} کے تین مراحل ہیں۔(1) **پہلا مرحلہ** {Stage I}: اول مرحلہ میں ابتدائی امتحان {Preliminary Examination} ہوتا ہے۔ اس امتحان کو "سی ایس اے ٹی" {Civil Services Aptitude Test} CSAT* کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ امیدوار کی قابلیت واستعداد {Qualification} کی جانچ {Test} کی جاتی ہے۔ ہر سال مئی واگست میں یہ امتحان منعقد ہوتا ہے اور اکتوبر میں نتائج کا اعلان کردیا جاتا ہے۔ امتحان کے دو پیپر ہوتے ہیں۔ ہر پیپر 200/نمبر کا ہوتا ہے، یعنی کل چار سو نمبر {Total Marks 400} ہوتے ہیں۔ کامیابی کے لیے ۳۳/فیصد (33%) نمبر لازم ہے۔ اول پیپر میں 100/سوالات ہوتے ہیں۔ ہر سوال 2/نمبر کا ہوتا ہے۔ پیپر دوم میں 80/سوالات ہوتے ہیں۔ ہر سوال ڈھائی نمبر {2.5} کا ہوتا ہے۔

(2) **دوسرا مرحلہ** {Stage II}: اس مرحلہ میں اصل امتحان ہوتا ہے۔ اس امتحان کو مین اگزام {Main Examination} کہا جاتا ہے۔ یہ امتحان ہر سال دسمبر میں ہوتا ہے۔ مارچ میں نتائج کا اعلان کردیا جاتا ہے۔

مین اگزام {Main Examination} میں 9/پیپر ہوتے ہیں۔ پیپر اے و پیپر بی {Paper A & Paper B} چھ سو نمبر {300+300=600Marks} کے ہوتے ہیں، باقی ہر ایک پیپر 250/نمبر کا ہوتا ہے۔ اس طرح 9/پیپر کے 1750/نمبر ہوئے۔ انٹرویو 275/نمبر کا ہوتا ہے۔ کل 2025/نمبرات {Marks} ہوئے۔ ابتدائی اگزام {Preliminary Examination} کے نمبرات اس میں شمار نہیں کیے جاتے ہیں۔

(3) **تیسرا مرحلہ** {Stage III}: اس مرحلہ میں امیدوار کی شخصیت کی جانچ {Personality Test} ہوتی ہے۔ اس کو انٹرویو {Interview} کہا جاتا ہے۔ انٹرویو ہر سال مارچ یا اپریل میں ہوتا ہے۔ مئی میں فائنل رزلٹ کا اعلان کردیا جاتا ہے۔ منتخب امیدواروں {Selected Candidates} کے لیے ٹریننگ پروگرام {Training Programme} عام طور پر ماہ ستمبر میں شروع ہوتا ہے۔

امتحان میں شرکت کے شرائط

{1} **قومیت** {Nationality}:(1) IAS, IFS & IPS کے لیے امیدوار کا انڈین ہونا لازم ہے۔ بصورت دیگر درج فہرست ممالک میں سے کسی ملک کا ہو، اور وہاں سے ہجرت کرکے دائمی اقامت پذیری کی نیت سے ہندوستان میں رہائش پذیر ہوگیا ہو۔ (2) دیگر سروسوں کے لیے انڈیا، نیپال یا بھوٹان کا شہری ہو۔

{2} **تعلیم** {Education}: امتحان میں شرکت کے لیے

کسی یونیورسٹی سے ڈگری یافتہ (بیچلر) ہونا یا اس کے مماثل ہونا لازم ہے۔تفصیل یہ ہے۔(1) کسی سنٹرل یونیورسٹی/اسٹیٹ یونیورسٹی یا ڈیمڈ یونیورسٹی {Central, State or Deemed University} سے ڈگری پاس ہو۔(2) فاصلاتی تعلیم {Distance Education} یا مراسلاتی تعلیم {Correspondence Education} کے ذریعہ ڈگری حاصل کیا ہو۔(3) کسی اوپن یونیورسٹی (Open University) سے ڈگری حاصل کیا ہو۔(4) کوئی ایسا سرٹیفکیٹ رکھتا ہو، جو حکومت ہند کے یہاں مذکورہ بالا کسی ڈگری کے مماثل ہو۔

مذکورہ بالا افراد کے علاوہ مزید چند تعلیم یافتگان {Educateds} کو بعض شرائط کے ساتھ امتحان میں شرکت کی اجازت ہے۔(1) جو کسی پرائیویٹ یونیورسٹی {Private University} سے ڈگری حاصل کیا ہو۔(2) جو ایم بی بی ایس {MBBS} کا فائنل اکزام پاس کر چکا ہو، لیکن ابھی میڈیکل کے عملی شعبہ میں داخل ہونے کی پوزیشن {Internship} حاصل نہ کی ہو۔(3) جو بیرون ملک کی ایسی یونیورسٹی {Foreign University} سے ڈگری حاصل کیا ہو، جو یونیورسٹی اسوسی ایشن آف انڈین یونیورسٹیز {Association of Indian Universities} کے ذریعہ تسلیم شدہ {Recognized} ہو۔

(4) جو انڈیا کے درج ذیل اداروں میں سے کسی ادارہ کا فائنل امتحان {Final Exam} پاس کر چکا ہو۔

[1] {Institute of Chartered Accountants of India *ICAI} [2] {Institute of Company Secretaries of India *ICSI} [3] {Institute of Cost and Works Accountants of India *ICWAL}

{3} عمر {A g e}:(A) امتحان میں شرکت کے لیے امیدوار کی عمر 21/سال ہونی چاہئے۔جس کی عمر 32/سال ہو چکی ہے، وہ امتحان میں شریک نہیں ہو سکتا۔

(B) اوبی سی {Other Backwards Castes *O B C} کے لیے آخری عمر 35/سال اور ایس سی {Scheduled Castes *SC} اور ایس ٹی {Scheduled Tribes *ST} کے لیے آخری عمر 37/سال ہے۔اوبی سی ۳۵/سال اور ایس سی وایس ٹی ۳۷/سال کی عمر تک شریک ہونے کا مجاز ہے۔

{4} عام افراد کو 6/بار، اوبی سی کو 9/بار اور ایس سی وایس ٹی کو 37/سال کی عمر تک حسب مرضی، امتحان میں شرکت کی اجازت ہے۔یہ ایک مقابلہ جاتی امتحان {Competitive Exam} ہے۔جتنے افراد کا انتخاب کرنا ہوتا ہے، اسی تعداد میں عمدہ نمبر والوں کا سیلکشن ہو جاتا ہے۔قسمت آزمائی کرنی بہتر ہے۔

حکومتی محکمہ جات کا دروازہ

حکومتی محکمہ جات میں داخل ہونے کا دروازہ اہلیتی امتحان ہے، جو یونین پبلک سروس کمیشن، اسٹیٹ پبلک سروس کمیشن، ودیگر محکمہ جات کی جانب سے مختلف ناموں سے منعقد ہوتا رہتا ہے۔سیاسی شعبہ جات یعنی پنچایت، میونسپلٹی، کارپوریشن، اسمبلی و پارلیامنٹ تک رسائی کا ذریعہ الیکشن ہے۔الیکشن بھی ایک قسم کا امتحان ہی ہے۔بعض شعبوں میں قابلیت کی بنیاد پر سیلکشن بھی ہوتا ہے، مثلاً ملک کی راجیہ سبھا {Upper House} اور ریاستوں کی لجسلیٹو کونسل {Legislative Council} کے بہت سے ممبران کو نامزد کیا جاتا ہے۔معاشی ترقیات کے لیے پروفیشنل ایجوکیشن بھی ایک مفید راستہ ہے۔فاصلاتی تعلیمات کے لیے انٹرنیٹ سے اپنا علاقائی اسٹڈی سنٹر اور سول سروس کمیشن کے لیے انٹرنیٹ سے اپنا قریبی کوچنگ سنٹر دریافت کرلیں اور وہاں سے ضروری معلومات حاصل کریں۔پروفیشنل ایجوکیشن کے لیے متعلقہ ادارہ میں اس شعبہ کے کوآرڈی نیٹر یا اس شعبہ میں زیر تعلیم طلبہ سے رابطہ کریں۔وما توفیقی الا باللہ العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم

اپریل فول منانے کی شرعی حیثیت

حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی مصباحی، جمشید پور (جھارکھنڈ)

کسی بھی قوم کی تہذیب وثقافت اس قوم کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنی تہذیب سے منھ موڑ کر اغیار کی ثقافت پر عمل پیرا ہوجائے تو اس قوم کی پہچان مٹ جاتی ہے۔ افسوس کہ آج قوم مسلم اپنے ازلی دشمن یہود ونصاریٰ کی تمام رسم ورواج، طرز عمل، ہر قسم کے فیشن کو نہایت ہی فراخ دلی سے قبول کر رہی ہے۔ اسلام ایک مکمل تہذیب وثقافت والا ایسا دین ہے، جس کی اپنی تہذیب وشناخت ہے اور اسلام اپنے ماننے والوں کو اس خاص خدائی رنگ میں پورے طور پر عمل پیرا دیکھنا پسند کرتا ہے جسے قرآن میں صبغۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آج مسلمان اپنی تہذیب وثقافت اور اخلاق وکردار کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلا جارہا ہے۔ مغرب سے آنے والی ہر برائی کو آسمانی تحفہ سمجھ کر بڑی فراخ دلی سے قبول کر رہا ہے۔ ان کی پیروی ہر خرافات میں کی جاتی ہے۔ غلط کاری وبدتہذیبی میں ان کی تقلید کی جارہی ہے، خواہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارے معاشرہ میں جن رسموں کو رواج دیا جا رہا ہے، ان ہی میں سے ایک رسم ''اپریل فول'' کی بھی ہے۔ جس نے مسلم قوم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

''اپریل فول'' کے ناجائز ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر تذبذب کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اس میں جن باتوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے، وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام ہیں۔ جیسے جھوٹ، دھوکا، گندہ مذاق، تمسخر، وعدہ خلافی، مکروفریب، بددیانتی اور امانت میں خیانت وغیرہ۔ یہ سب مذکورہ امور فرمانِ الٰہی اور فرمانِ رسول کی روشنی میں ناجائز وحرام ہیں۔ خلاف مروت، خلاف تہذیب اور ہندوستان کے سماج ومعاشرے کے خلاف ہیں۔

''اپریل فول'' ماہ اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بول کر اور دھوکا دے کر ایک دوسرے کو بے وقوف بنا کر منایا جاتا ہے۔ اردو کی مشہور لغت ''نور اللغات'' میں اپریل فول کے تعلق سے مصنف مولوی نور الحسن نیر لکھتے ہیں۔ ''اپریل فول انگلش کا اسم ہے۔ اس کا معنٰی اپریل کا احمق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انگریزوں میں یہ دستور ہے کہ پہلی اپریل میں خلاف قیاس دوستوں کے نام مذاقاً بیرنگ خط، خالی لفافے یا خالی لفافے میں دل لگی کی چیزیں رکھ کر بھیجتے ہیں۔ اخباروں میں خلاف قیاس (جھوٹی) خبریں چھاپی جاتی ہیں۔ جو لوگ ایسے خطوط لے لیتے ہیں یا اس قسم کی خبر کو معتبر سمجھ لیتے ہیں وہ اپریل فول (بے وقوف) قرار پاتے ہیں۔ اب ہندوستان میں اس کا رواج ہوگیا ہے اور ان ہی باتوں کو اپریل فول کہتے ہیں۔'' (نور اللغات جلد اول، صفحہ ۲۴۱)

روشن خیالی کے نام پر اس دن لوگ ایک دوسرے کو بیوقوف بناتے ہیں۔ جھوٹ، مکروفریب کا کھلے عام سہارا لیتے ہیں جو کہ تہذیب

اسلام میں سراسر حرام ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"فَاجْتَنِبُوْا رِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْ قَوْلَ الزُّورِ "(ترجمہ: پس پرہیز کر بتوں کی نجاست سے اور جھوٹی بات سے۔ (القرآن، سورہ الحج، آیت ۳۰) جھوٹ بات میں، جھوٹی قسم بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ یہ بت جس کو مشرکین نے اپنا معبود بنایا ہوا ہے، سراسر نجاست اور غلاظت ہیں۔ ان سے دور بھاگو اور ہر قسم کی جھوٹی باتوں سے اجتناب کرو۔ کذب بیانی، جھوٹی شہادتوں سے پرہیز کرو۔ یہ سب قولِ زور میں شامل ہیں۔ اس کو حدیث پاک میں شرک اور ماں باپ کی نافرمانی کے بعد تیسرے نمبر پر گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳، صفحہ ۲۱۲)

اپریل فول میں جھوٹ بول کر فریب دینا جائز نہیں

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا، اس کے ساتھ فریب (دھوکا) کیا، وہ ملعون ہے۔ (جامع ترمذی) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جامع الاحادیث میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جس نے کسی مسلمان کے ساتھ بددیانتی کی، اسے نقصان پہنچایا، یا اس کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں"۔ اپریل فول کی بدترین روایت ہے کہ وقتی اور عارضی طور پر لوگوں کو پریشان کیا جائے۔ مذہب اسلام نے اپنی تعلیمات میں قدم قدم پر اس بات کا حکم دیا ہے کہ ایک مسلمان کی کسی نقل و حرکت یا کسی کام و ادا سے دوسرے کو کسی بھی قسم کی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی یا مالی تکلیف نہ پہنچے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده (ترمذی شریف حدیث نمبر ۲۶۲۷)

مذاق میں جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا ناجائز ہے

لوگ مذاق میں تفریح کے لیے جھوٹ بولتے اور دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹی بات بولنا منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ افسوس ہے اس شخص پر اور دردناک عذاب ہے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، حدیث نمبر ۴۹۹۰)

اپریل فول (April Fool Day) میں دھوکا دینا عام بات ہے اور اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔ (مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۶۳۴۱) غور کرنے کا مقام ہے۔ پیارے مسلمانو! محسن کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کسی سے اظہارِ برأت اور اعلانِ لاتعلقی اس شخص کی بہت بڑی بدبختی ہے اور جب پوری قوم اپنے طرز عمل سے اس بدبختی میں مبتلا ہو تو اللہ کی پناہ لینا اور مسلمانوں کی ہدایت کی دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جارہے تھے۔ ایک صحابی نے دوسرے صحابی کی رسی اٹھالی۔ وہ سو رہے تھے، بیدار ہونے کے بعد انھیں گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یحل المسلم -الحدیث یعنی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کو پریشانی میں مبتلا کرے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۲۱۷۰۹) دوسری روایت میں ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کا سامان مذاق میں یا سنجیدگی سے (بلا اجازت) نہ اٹھائے۔ جس نے اپنے بھائی کی لاٹھی اٹھائی ہے، واپس کردے۔ (سنن بیہقی، حدیث نمبر ۱۱۸۳۳)۔ پیارے مسلمان نوجوانو! یہ بہت چھوٹا مذاق ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اہلِ ایمان کی معمولی سی

تکلیف بھی گراں گزری۔ اس لیے آپ نے صراحت (Detail) کے ساتھ منع فرمایا۔

ایمان والوں کی خوبی

اہلِ ایمان اور سنجیدہ لوگوں کو اپریل فول کی بدتمیزیوں سے نہ صرف گریز و پرہیز کرنا چاہئے، بلکہ بڑھ چڑھ کر اس کے خلاف تبلیغ کرنی چاہئے۔ اہل ایمان کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔{و الذین لا یشھدون الزور و اذا مرّو باللغوِ مرّو کراما} ترجمہ: اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔ (القرآن ۲۵/۷۱) ایمان والے اس طرح کے جھوٹے بدکاروں کی مجلس سے دور رہتے ہیں۔ انھیں جھوٹوں کی گواہی دینے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی لئے علما فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں کے وعظ نہ سنو، کافروں کے میلے ٹھیلے میں نہ جاؤ۔ یہ تمام چیزیں زور ہیں، دغا،فریب، مکر وغیرہ۔ اس طرح کی بری مجلسوں میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ میں برے لوگ مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ نہ وہاں کھڑے ہوں نہ ان سے راضی ہوں، نہ ان کا ساتھ دیں نہ ہی باطل کی سرگرمی یا لہوولعب کی محفلوں میں شریک ہوں۔

بخاری شریف میں ہے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''میں تمھیں خبر دار نہ کروں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا''۔ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹیک لگائے تھے پھر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا۔ ''خبر دار خبر دار، جھوٹی گواہی''۔ اور ان الفاظ کو حضور دہراتے رہے۔ فرمایا ''جھوٹی گواہی سے بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں''۔ اسی لیے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جھوٹے گواہوں کو چالیس کوڑے لگاتے، اس کا منھ کالا کرتے اور اس کا سر منڈواتے اور اسے بازار میں پھراتے، تاکہ اس کی خوب تشہیر ہو۔ نیک لوگ ایسی بیہودہ حرکات سے لطف اندوز نہیں ہوتے، بلکہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ وہاں سے گزر جاتے ہیں اور ان خرافات کی طرف ذرا توجہ نہیں کرتے۔

اپریل فول منانا گناہ

اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے یہ رسم بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ احادیث میں غیروں سے مشابہت اختیار کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بار بار یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم فرمایا۔ عاشورہ کے روزہ کا یہودی بھی اہتمام کرتے تھے۔ آپ نے تاکید فرمائی کہ اس سے پہلے یا بعد میں ایک روزہ ملالیا کرو۔ (سنن بیہقی، حدیث نمبر ۸۷) اہلِ کتاب افطار میں دیر کیا کرتے تھے۔ آپ نے وقت ہونے کے بعد افطار میں عجلت کی تاکید فرمائی۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۲۳۵۵) سورج طلوع وغروب کے وقت کفار بت پرستی، (عبادت) کیا کرتے تھے۔ ان اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے منع کیا گیا۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۷۰۱۴) داڑھی رکھنے اور مونچھوں کو کتروانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ (بخاری، جلد ۳، صفحہ ۸۷۵) فقہ کی کتابوں میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ آج کا مسلم نوجوان اسلامی تعلیمات سے محروم ہے۔ جس کی وجہ سے دنیاوی معاملات میں جائز و ناجائز میں تمیز ہی نہیں کر پاتا اور افسوس اس پر ہے کہ بتانے پر بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اللہ پاک ہم تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور سیرتِ مصطفوی و بزرگانِ دین کی راہ پر چلنے اور دوسری قوموں ، کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی تقلید سے پرہیز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کوئی مثل ہو تو مثال دے

اندھے کنویں سے علم و عرفان کے موتی ابل پڑے

تحریر: ڈاکٹر محب الحق امجدی گھوسی

صاحب عزیمت اہل علم کے نزدیک یہ موضوع بھی کافی گرم رہا ہے کہ، بادشاہ وقت اگر کوئی غیر شرعی یا غلط کام کرے جس کی رعایا متحمل نہ ہو تو علما کو اس کے خلاف کیا کرنا چاہیے؟ آیا بغاوت کرنا چاہئے یا صبر کرنا چاہئے؟۔ اما الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ " من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان "یعنی اگر بزور طاقت بدلنے کے لئے اس کا امکان نہ ہو تو کم از کم زبان "یعنی سمجھا بجھا کر" اسے بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کا بھی امکان نہ ہو تو کم از کم دل ہی میں اس کو برا سمجھے۔ یہ اضعف ایمان ہے، اس کے برخلاف امام اوزاعی جیسے دوسرے ائمہ یہ کہتے تھے کہ بغاوت نہیں کرنا چاہئے صبر کرنا چاہئے۔ ان کے نزدیک یہ حدیث تھی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر حکمراں تمہارے ساتھ عدل کرے تو خدا کا شکر ادا کرو اور اگر تم پر ظلم کرے تو صبر کرو۔ حضرت امام اعظم بھی فرماتے ہیں کہ بادشاہ کو سمجھانا چاہئے، جب ساری تدبیریں بیکار ہو جائیں تو بزور قوت بغاوت ناگریز ہے۔

اول الذکر حدیث پر عمل پیرا، اہل حق وصداقت کے سپہ سالار سیّد الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ حق وصداقت کے لیے اقدام کا سلسلہ ان کی شہادت پر ختم نہیں ہوا بلکہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ نے کتاب "مجموع الفقہ" میں ایک باب "کتاب السیر" قائم فرمایا ہے۔ ("سیر" فقہا کی اصطلاح میں بادشاہوں کے معاملات رعایا اور غیر ملکیوں کے ساتھ کیا ہونا چاہئے) حضرت زید بن علی نے نہ صرف "کتاب السیر" لکھا بلکہ اس پر عمل بھی کیا اور اموی حکومت کے غلط کاموں کے خلاف فتویٰ بھی دیا جس کی پاداش میں انہیں قتل کیا گیا۔

حضرت امام اعظم نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا، اپنے شاگردوں کو پڑھایا سمجھایا بحث کرایا، اور باقاعدہ "کتاب السیر" لکھی جس کا جواب امام اوزاعی نے دیا پھر اس کا جواب حضرت امام ابو یوسف نے دیا۔ پھر حضرت امام اعظم کے شاگرد رشید امام شیبانی کی علمی حمیت نے جوش مارا تو "کتاب السیر الصغیر" لکھی۔ یہ کتاب آئی تو امام اوزاعی نے طنزاً کہا کہ عراق والوں کو اس موضوع پر لکھنے کی جرات کیسے ہوئی، جبکہ وہ علم حدیث سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتے، امام شیبانی نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ ولولہ علم نے جوش مارا تو

کتاب ''سیر الکبیر'' لکھ ڈالی جس کی ضخامت کا اندازہ لگائیں کہ اسے گاڑی پر لاد کر خلیفہ ہارون رشید کی بارگاہ میں بھیجا گیا۔

اب حیرت انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

شمس الائمہ امام محمد بن احمد ابو بکر سرخسی رحمۃ اللہ علیہ پانچویں صدی کے امام گذرے ہیں۔ بڑے ہی قابل وفاضل علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر حق گوئی وبیبا کی ان کا طرۂ امتیاز۔ ان کے تبحر علمی کا اندازہ لگائیں کہ حلقہ درس میں سے کسی نے کہا کہ منقول ہے کہ امام شافعی کو تین سو کراٗسے (یعنی تین سو کاپیاں) حفظ تھیں۔ اس پر امام سرخسی نے فرمایا ''حفظ الشافعی زکوٰۃ محفوظی'' مجھے جتنا یاد ہے کہ امام شافعی کو اس کی زکوۃ یاد تھی۔

بادشاہ وقت خاقان کوئی غیر شرعی فعل کا مرتکب ہوا، یا عوام پر غیر ضروری ٹیکس لگا یا جس کی عوام متحمل نہیں تھی۔ امام نے اس کے خلاف فتویٰ دیا جو بادشان کے خلاف ہوا۔ کوئی عام آدمی ہوتا تو شاید اسے قتل کر دیا جاتا مگر امام سرخسی بڑے پائے کے بزرگ تھے عوام وخواص میں بہت مقبولیت تھی اس لیے بادشاہ نے امام سرخسی کو اندھے کنویں (وہ کنواں جس میں پانی نہ ہو، اتنا گہرا کہ اسکی سطح دیکھائی نہ دے) میں قید کر دیا۔ ان کے شاگردوں نے جیلر سے ملاقات کی اجازت چاہی تو اس بات کی اجازت مل گئی کہ کنویں کے میڑھ پر بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں یہ سلسلہ تقریباً ۱۲/ سال رہا۔ امام سرخسی کو بادشاہ نے اندھے کنویں میں جسمانی طور سے تو مقید کر دیا مگر دل دماغ آزاد رہے اور اندھے کنویں سے علم وفضل کے دریا ابل پڑے۔ قید وبند کی صعوبتیں امام کو خاموش نہ کر سکیں اور امام اعظم کے مسلک کو آگے بڑھاتے ہوئے کنویں سے ہی میڑھ پر بیٹھے شاگردوں کو املا کرایا اس طرح ''کتاب السیر الکبیر'' کی چار جلدوں میں شرح تیار ہوگئی۔ اسی پر بس نہیں کیا کافی کی شرح ''مبسوط'' ۳۰ جلدوں میں لکھوائی جو علما کے نزدیک بہت ہی معتبر اور مستند ہے اسی طرح اور بھی کتابوں کا املا کروایا۔ ذرا اہل فکر ودانش غور کریں کہ اس اندھے کنویں میں آرام وآسائش کے کیسے سامان اور کونسی لائبریری رہی ہوگی۔ یہ امام سرخسی کا تبحر اور علمی استحضار ہی تھا کہ علم ومعرفت کے موتی پھوٹتے رہے اور اتنی معتبر اور مستند کتاب تیار ہوتی رہی کہ آج عیش وعشرت کے دل دادہ علما وطلبا سوچیں کہ اس دور میں آسائش وآرام اور لائبریریوں میں بہت سی سہولیات کے باوجود ہم کون سے تحقیقی کام کر رہیں۔

قید میں امام کی بےبسی بےوکسی ملاحظہ کریں، فرماتے ہیں کہ صغیر کی شرح اختتام کو پہنچی جو منقول ومعانی پر مشتمل ہے اور ایسے شخص نے املا کرائی ہے جس نے واضح حق کا کلمہ کہا تھا جس کی وجہ سے اسے قید کی طرف بند کر دیا گیا، اور وہ اللہ تعالیٰ سے جو ہر چیز جاننے والا ہے ہر بات سننے والا ہے سب کچھ دیکھنے والا ہے رہائی کا منتظر ہے۔ (بحوالہ مبسوط جلد ۴ ص نمبر ۵۴) اسی طرح دوسری جگہ لکھا ہے: جو اس طرح قید میں ہے کہ نہ جمعہ میں حاضری دے سکتا ہے اور نہ ہی جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (سفر در سفر، ص ۲۹۷) دور جدید کے علما وطلبا کے لیے فکر کا مقام ہے۔

شمس الائمہ حضرت امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط کی مختلف جلدوں کے اخیر میں قید وبند کی صعوبتوں کا دورد بیان فرمایا ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کی ہے ان کی کتابیں اس دور کی کتابیں ان کی کھلی کرامت ہیں اللہ تعالیٰ ان کے حیات مبارکہ کو مشعل راہ بنائے۔ آمین

Email: mhqadri53@gmail.com

ماہنامہ پیغام شریعت-ماضی کے حالات اور مستقبل کے عزائم

توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے

طارق انور مصباحی (کیرلا)

اپریل ۲۰۱۷ء کا شمارہ جلد سوم کا پہلا شمارہ ہے۔ سال گذشتہ 27/مارچ کو غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین اولیا (دہلی) میں ماہنامہ "پیغام شریعت" کا اجرا عمل میں آیا تھا۔ جلد دوم کے شماروں کو دیکھ کر قوم وملت ایک صالح فکر اور معتدل میگزین کے وجود سے آشنا ہوئی۔ اب جلد سوم کی بہاروں کا آغاز ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ماہنامہ پیغام شریعت کا ہر آگے بڑھتا قدم دینی ومذہبی سرفرازی اور قومی وملی سرخروئی کا سامان پیدا کرے گا۔ ہمارا منشور یہ ہے کہ میگزین کے ہر مضمون میں قوم کے لیے کوئی پیغام ہو، یا کسی مشکل کا حل ہو۔ مضامین تخلیقاتی عناصر پر مشتمل اور جدت طرازیوں سے مزین ہوں۔ مشمولات ومندرجات انقلاب آفریں اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کے موافق ہوں۔ ہماری تحریریں قوم کو حسین مستقبل کی جانب رواں دواں کر دیں اور قوم کو ناہموار راہوں کو طے کرنے کے قابل بنا دیں۔ مضامین میں ذوق انسانی وضرورت بشری کا بھی لحاظ کیا جائے۔ اسلامیات کے ساتھ ،اسلام ومسلمین کے لیے فائدہ بخش دیگر امور کی آمیزش سے قارئین کی فطری کشش اور طبعی میلان میں اضافہ کی امید ہے۔ گرچہ مقصود اصلی اسلام وسنیت کی ترویج وتبلیغ ہی ہے، جس کا ماحصل حضور اقدس تاجدار انبیا حضرت حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وآلہ وبارک وسلم کی ذات مبارکہ سے کائنات انسانی کو ان آداب وکیفیات کے ساتھ منسلک ومرتبط کرنا ہے، جو ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بطور وراثت موصول ہوئیں اور منافقین مدینہ کے طرق وآثار سے قوم کو حذر وگریز کی تلقین کرنی ہے۔

خیال رہے کہ جن موضوعات پر بے شمار کتب ورسائل دستیاب ہیں، ان پر خامہ فرسائی کچھ زیادہ مفید نہیں۔ اسی طرح جن مباحث کی فی الوقت ضرورت نہیں، ان پر اپنی توانائی صرف کرنے کی بجائے جدید تقاضوں کے اعتبار سے عناوین کا انتخاب کیا جائے، جو قوم کے لیے فائدہ بخش ہوں۔ اخبارات وجرائد میں حالات حاضرہ کی رعایت زیادہ ہوتی ہے، جبکہ کتاب میں ہر قسم کے موضوعات کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہ فرق مضمون نگاروں کے پیش نظر ہونا چاہئے، تاکہ میگزین اور کتاب، دونوں اپنے تشکیلی قالب میں محفوظ رہ سکیں۔ ان تمام حقائق کی صداقت کے ساتھ ہی ساتھ ماہنامہ پیغام شریعت کے ذریعہ قومی مستقبل کا ایک قابل عمل خاکہ بھی تیار کرنا ہے۔ اولاً فکری قوتوں کو بالیدگی اور حیات نو عطا کی جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد عملی تحریکات کا بھی آغاز ہو سکے گا۔ علمائے دین کو قوم مسلم اپنا مخلص قائد تسلیم کرتی ہے اور علمائے ہند صرف مذہبی وشرعی امور میں قوم کی رہنمائی کر کے خود کو بری الذمہ خیال کرتے ہیں۔ غیر مذہبی امور میں صالح قیادت ورہنمائی کے فقدان کے سبب قوم مسلم دیگر امور سے متعلق کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہیں کر پاتی ہے۔ پس لازم

ہے کہ دیگر قومی امور سے متعلق بھی علما و مشائخ، قوم وملت کی دستگیری فرمائیں۔ آنجہانی اندرا گاندھی (۱۹۱۷ء-۱۹۸۴ء) کی موت کے بعد ملکی سیاست اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر حملہ (۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء) کے بعد عالمی سیاست میں شعوری یالاشعوری طور پر جو کچھ تبدیلیاں آئی ہیں، اس میں قوم مسلم کو ہر محاذ پر پیچھے ڈھکیلنے کا جذبہ کارفرما ہے۔ اب ہمیں جاگنا ہی ہوگا۔

مذکورہ بالا اغراض وعلل کے تناظر میں ماہنامہ ''پیغام شریعت'' کی جلد سوم کے لیے مختلف اقسام کے عناوین وموضوعات کی تجویز وتخصیص کردی جاتی ہے۔ قلمکاران ومحررین سے بصد ادب عرض ہے کہ کسی موضوع کا انتخاب کر کے ادارہ کو مطلع فرمادیں۔ مضامین ۴/۵ صفحات پر مشتمل ہوں۔ مشمولات ومندرجات مدلل ومستند ہوں۔ حوالہ جاتی عبارتیں رقم کی جائیں۔ محض تراجم یا مفاہیم پر اکتفانہ کیا جائے۔ میں نے مذہبی وغیر مذہبی {Religious & Unreligious} ساٹھ عناوین {60 Topics} رقم کردیا ہے، تاکہ ان موضوعات یا ان کے مماثل موضوعات کو اختیار کیا جائے۔ مضمون نگاروں کو بھی ایک سمت مل جائے اور قارئین کو بھی دلچسپ وافادہ بخش مضامین پڑھنے کا موقع فراہم ہو۔ اگر کوئی مضمون چار/پانچ صفحات میں مکمل نہ ہو سکے تو ادارہ کو پیشگی اطلاع فرمادیں۔ مجوزہ عناوین مرقومہ ذیل ہیں۔

(۱) حضور اقدس تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری کی بشارتیں غیر آسمانی قدیم کتابوں میں (۲) حضرت سرور دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اغیار کی نظر میں (۳) بہار شریعت کے اضافی مسائل (جو مسائل بہار شریعت میں درج نہ ہو سکے، لیکن ان کی ضرورت درپیش ہوتی ہے یا جو احکام عہد حاضر میں بدل چکے ہیں) (۴) مسائل جدیدہ (مجلس شرعی مبارکپور اور شرعی کونسل، بریلی شریف کے فیصل شدہ مسائل کا اجمالی بیان) (۵) توریت وانجیل میں شریعت مصطفوی کے احکام (۶) اسلامی بینک کاری-نظام وفوائد (۷) گنبد خضریٰ کے تعمیری مراحل (۸) محمد بن قاسم کی آمد ہند اور اسلام کا فروغ (۹) ہند میں خواجہ غریب نواز کے تبلیغی اثرات (۱۰) روضہ مخدوم سمناں اور نیر شریف-تاریخی حقائق واحوال (۱۱) ہند میں اسلام اکثریتی مذہب کیوں نہ بن سکا؟ (قرون اولیٰ میں جہاں بھی مسلمانوں کا قدم پہونچا، وہاں کے اکثر باشندوں نے اسلام قبول کرلیا، مثلاً عراق، ایران، مصر، شام وفلسطین وغیرہ۔ ہند میں ایسا کیوں نہ ہو سکا؟) (۱۲) مسلمانوں کی ایجادات-قرون اولیٰ سے عہد حاضر تک (۱۳) ہند میں سلاطین اسلام کی تاریخی تعمیرات (۱۴) مسلمانان اندلس کا انجام-اسباب وعلل (۱۵) مستشرقین کا قبول اسلام (۱۶) مستشرقین کی داستان تخریب (۱۷) اسلاموفوبیا کا آغاز وانجام (۱۸) ہندوستانی تہذیب وثقافت پر اسلامی اثرات (۱۹) سلاطین ہند پر غلط الزامات اور ان کے جوابات (۲۰) قدیم وجدید اجودھیا-تاریخی حقائق وآثار کی شہادتیں (۲۱) جنگ عظیم اول ودوم کے اسباب ونقصانات (۲۲) اقوام متحدہ-تعارف وخدمات (۲۳) فلسطین کیسے بنا اسرائیل؟ (۲۴) ورلڈ ٹریڈ سنٹر حملہ کی تحقیقات کا تنقیدی جائزہ (۲۵) عہد حاضر میں یہودیوں کی سازشیں (۲۶) دہشت گردی کا وجود کیسے ہوا؟ (۲۷) اقوام عالم کی دہشت گردیاں (۲۷) ہندوستانی افکار ونظریات پر کتاب ستیارتھ پرکاش کے اثرات (۲۹) سقوط سلطنت عثمانیہ کے بعد ترکی میں علما ومشائخ کی دینی وسیاسی خدمات (۳۰) محمد حسین حلمی مرحوم استنبولی کے مکتبہ حقیقت کتابوی کی اشاعتی خدمات (۳۱) علمائے اہل سنت کی یورپ میں تبلیغی خدمات (۳۲) علمائے عرب اور نجدیت کا رد وابطال (۳۳) عالم اسلام اور وہابیت کا فروغ (۳۴) علمائے ہند کی تصانیف (عہد محمود غزنوی سے عہد بہادر شاہ ظفر تک) (۳۵) سنی تنظیموں کی جانب سے ریلیف فنڈ کے انتظامات (۳۶) علمائے فرنگی محل کی تصنیفی خدمات (۳۷) زوال سلطنت مغلیہ کے بعد ہند

میں تعلیمات اسلامیہ کا فروغ (۳۸) امام احمد رضا کے سیاسی واقتصادی افکار ونظریات (۳۹) ملک ہند میں مسلمانوں کی عصری تعلیم گاہیں (۴۰) مسلم ممالک کی عظیم یونیورسٹیاں (۴۱) فرقہ وارانہ فسادات پر قابو پانے کی قابل عمل تدابیر (۴۲) کشمیری مسلمانو ں کے حالات (۴۳) مسلمانان ہند کے تعلیمی واقتصادی حالات سچر کمیٹی رپورٹ کی روشنی میں (۴۴) برما لینڈ کے مسلمانوں کے موجودہ حالات (۴۵) ہندوستان کے اسکولی نصاب تعلیم میں خلاف اسلام عبارتیں (۴۶) ہند میں مسلمانوں کا سیاسی مستقبل (۴۷) ہند کے سنی اشاعتی اداروں کا تعارف (۴۸) جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی اشاعتی خدمات (۴۹) مشائخ برکاتیہ کی تعمیری خدمات (۵۰) ملک ہند میں اہل سنت کے عظیم مدارس (۵۱) عہد حاضر میں اہل سنت وجماعت کی عالمی تحریکات (۵۲) ہندوستانی خانقاہیں- اجمالی تعارف (۵۳) مشہور امراض اور ابتدائی علاج (۵۴) وبائی امراض میں شیاطین کا عمل دخل (۵۵) اصول حفظان صحت (۵۶) متعدی امراض شریعت اسلامیہ اور طب جدید کی روشنی میں (۵۷) منشیات کے مضر اثرات (۵۸) جدید ذرائع ابلاغ - فوائد ونقصانات (۵۹) عہد حاضر میں لباس نسواں (۶۰) اسکول وکالج میں مخلوط تعلیم کے نقصانات ☆

ماہنامہ "پیغام شریعت" منزل تخیل سے عالم وجود تک

سال ۲۰۱۲ء میں ہماری جانب سے حسام الحرمین کی تصدیق جدید کی تحریک جاری تھی۔ سبط صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی فیضان المصطفیٰ قادری مصباحی دام ظلہ العالی اس پروگرام کے ایک ذمہ دار اور متحرک وفعال کارکن تھے۔ اسی درمیان انہوں نے کئی بار خیال ظاہر فرمایا کہ فروغ اسلام وسنیت، مسلکی سالمیت، قومی وحدت، نسل جدید کی صالح تربیت اور ملی ومسلکی صلاح وفلاح کے لیے اردو زبان میں ایک بین الاقوامی میگزین {International Magazine} ہونا چاہئے۔ پھر جلد ہی امریکہ سے انہیں تعلیم وتدریس کی دعوت آئی اور وہ ماہ اکتوبر ۲۰۱۲ء میں امریکہ چلے گئے۔ امریکہ جانے کے بعد بھی میگزین سے متعلق فکر مند رہے، اور مالی فنڈ کی فراہمی کی امید بھی دلائی۔ پھر فروری ۲۰۱۳ء میں ممدوح گرامی وارد ہند ہوئے۔ اسی موقع پر 6/ مارچ ۲۰۱۳ء کو بعد نماز عشا ذاکر نگر (دہلی) میں درج ذیل افراد کی فیصلہ کن ملاقات اور بات چیت ہوئی۔ اسی مٹنگ میں میگزین پلاننگ کو حتمی شکل دی گئی۔

(۱) مفتی فیضان المصطفیٰ قادری مصباحی (۲) ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی (۳) مولانا قاسم قادری مصباحی (۴) راقم السطور (طارق انور مصباحی)

ادارہ پیغام شریعت کی اصلاح میں انہیں ارکان اربعہ کی اجتماعی ہیئت "مینیجنگ کمیٹی" {Managing Committee} کے لقب سے متعارف ہے۔ اسی مجلس میں مولانا قاسم مصباحی نے پرنٹنگ وپوسٹنگ کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ چونکہ مولانا قاسم مصباحی "قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو" {NCPUL} (دہلی) میں ملازم ہیں اور ان کا ایک ذاتی مکتبہ بھی "مکہ پبلشر" کے نام سے مٹیا محل دہلی میں ہے۔ اس لئے کثرت مشاغل کے سبب وہ رجسٹریشن کی ذمہ داری قبول نہ کرسکے۔ 7/ مارچ ۲۰۱۳ء کو مفتی فیضان المصطفیٰ قادری دوبارہ امریکہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی اس وقت اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کے لیے جرمنی میں مقیم تھے۔ میں کیرلا میں رہائش پذیر تھا، لیکن رجسٹریشن بھی لازمی امر تھا۔ میں نے اس سے متعلق اتر پردیش، دہلی، کرناٹک اور ممبئی کے بعض احباب سے بات چیت کی۔ لیکن کچھ نہ کچھ موانع درپیش ہوتے رہے۔

انجام کار راقم اور مفتی فیضان المصطفیٰ قادری نے مولانا قاسم مصباحی سے رجسٹریشن سے متعلق بات چیت کی۔ انہوں نے دہلی میں اپنے ایک دوست کو رجسٹریشن کی ذمہ داری سونپ دی۔ اگست ۲۰۱۴ء میں دوست موصوف نے رجسٹریشن کے لیے آر این آئی

آفس {Office of the registrar of newspapers for India}میں اپلائی {Apply} کردیا،لیکن 6 / 7 ماہ تک کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوسکا۔تب مولانا قاسم القادری مصباحی سے اس جانب خاص توجہ دینے کی گذارش کی گئی۔اب مولانا قاسم مصباحی نے رجسٹریشن کا معاملہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔انہوں نے انتہائی جانفشانی اور تگ ودو کر کے رجسٹریشن کا کام مکمل کردیا۔ستمبر ۲۰۱۵ء میں ٹائیٹل ویریفیکیشن لیٹر (Title Verification Letter)ہمیں دستیاب ہوا،پھر جنوری ۲۰۱۶ء میں رجسٹریشن سرٹیفیکیٹ {Registration Certificate} ملا۔ان کاموں کی تکمیل کے لیے قاسم بھائی نے بعض مواقع پر اپنی ڈیوٹی سے بھی غیر حاضری برداشت کی۔اس کے بعد میگزین لائسنس {Magazine Licence} اور پوسٹل رجسٹریشن {Postal Registration} میں کچھ وقت لگا۔مولانا قاسم مصباحی مکمل توجہ کے ساتھ ساری خدمات سرانجام دیتے رہے۔

دفتری امور {Official Affairs} کی تکمیل کے بعد مولانا قاسم مصباحی کے مشورہ پر 7 2/ مارچ ۲۰۱۶ء کو غالب اکیڈمی بستی حضرت نظام الدین اولیا دہلی میں ''رسم اجرا'' کی تقریب منعقد ہوئی۔جس کا تفصیلی تذکرہ ماہ مئی ۲۰۱۶ء کے شمارہ میں آچکا ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ آئی ایس ایس نمبر {International Standard Serial Number *ISSN} بھی جلد ہی حاصل کرلیا جائے گا۔رجسٹریشن سے قبل ہی مجلس انتظامیہ کی جانب سے مجلس ادارت {Editorial Board} اور مجلس مشاورت {Advisory Board} کے لیے مختلف مقامات سے علما و دانشوران کا انتخاب عمل میں آچکا تھا۔انتظامی سہولت کی غرض سے مینیجنگ کمیٹی کے ارکان کے مابین مختلف ذمہ داریاں تقسیم کردی گئی ہیں۔تادم تحریر چیف ایڈیٹر اور پبلشر کی خدمات حد درجہ قابل ستائش ہیں۔یہ دونوں میگزین کے لیے کم از کم چار افراد کا کام سنبھالتے ہیں۔اللہ تعالیٰ دونوں کو دونوں جہاں کی نعمتوں سے شادکام فرمائے،ان کی معیت میں تمام احباب ادارہ،قلم کاران ومعاونین اور راقم وقارئین کو بھی۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم

میگزین کی اعتدال پسندی

ماہنامہ پیغام شریعت کی اعتدال پسندی سے وہ مفہوم مراد نہیں جو ارباب ندوہ کے دل ودماغ میں رچا بسا ہے، بلکہ وہ مفہوم مراد ہے جسے فاضل مدیر اعلیٰ نے شمارہ اپریل ۲۰۱۶ء کے اداریہ میں درج ذیل الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔

''دین ہماری سب سے بڑی دولت ہے،لیکن سب سے بڑی امانت بھی ہے۔ہمیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی ذمہ داری دی ہے۔لیکن ہم نے امکانات کو اپنے اپنے حلقوں کے تحفظ کی فکر تک محدود کردیا ہے۔دین کی امانت دوسروں تک پہنچانے کی نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی نظام،نہ کوئی تحریک۔ایسے عالم میں ہم ایک فکر لے کر چلے ہیں،لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا تو جلد ہی یہ فکر تحریک کی صورت اختیار کرجائے گی۔ہماری حیثیت تو ایک مشت خاک کی ہے،لیکن کوشش کرنا ہی بندے کا کام ہے اور کامیابی بارگاہ رب العزت سے مقدر ہوتی ہے۔ہم ''پیغام شریعت'' کے پلیٹ فارم سے امام احمد رضا کا مشن لے کر چلیں گے،مثبت فکر کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے،غیر ضروری اور لایعنی اختلافات سے احتراز کریں گے۔کوشش ہوگی کہ علم وتحقیق کا دور دورہ ہو،اور لوگوں کے جذبات کو کیش کرنے کی بجائے نئی نسل کو مثبت سوچ کے ساتھ علمی خدمات کی سمت پیش قدمی کا حوصلہ اور موقع دیا جائے۔

جہاں تک دور حاضر کے میڈیا کی بات ہے۔ہمیں خوب معلوم

ہے کہ آج کا میڈیا اسلامی اصول تو دور کی بات ہے، کسی اصول کو تسلیم نہیں کرتا، بلکہ اس کے اپنے خود ساختہ اصول ہوتے ہیں۔ جس قدر وہ دوسرے اصول کی پروا کیے بغیر اپنے اصول پر کاربند رہے گا، اسی قدر وہ مقبول عوام ہوگا۔ لیکن ہم اپنے لیے شریعت ہی کے اصول کو اصول تسلیم کرتے ہیں، اور انھیں اصول کے دائرے میں رہتے ہوئے ''پیغام شریعت'' کے پلیٹ فارم سے ''پیغام محبت'' عام کرنے کی کوشش کریں گے۔

حالات تقاضا کر رہے ہیں کہ میڈیا کے اس دور میں جب مختلف تنظیمیں اپنے مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے میڈیا کو ریج دیتی ہیں۔ اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا کہ مفاد عامہ کو نقصان پہنچے گا یا نہیں، ایک ایسے مجلّے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے جو مفاد عامہ کا خیال رکھے، قوم کی مجموعی حالت پر نظر رکھے، اور جس مواد اور فکر کی اشاعت کرے، اس سے پہلے ہزار بار سوچ لے کہ کہیں یہ ملت کے لیے نقصان دہ تو ثابت نہ ہوگا۔ اس کا مقصد یہی ہے کہ مسلک اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون اور یک جہتی کو فروغ دیا جائے۔ اور ایسے امور کو ہوا نہ دی جائے جو مضر اختلافات کی راہ دکھاتے ہیں''۔ (اداریہ ماہنامہ پیغام شریعت اپریل ۲۰۱۶ء)

''ہم اپنے لیے شریعت ہی کے اصول کو اصول تسلیم کرتے ہیں''

یہ ایک حقیقت صادقہ ہے کہ شریعت مصطفویہ ہی ہمارے لیے اصل الاصول ہے۔ ماہنامہ پیغام شریعت نے شرعی اصول وضوابط ہی کو اپنا مستحکم دستور العمل تسلیم کرتے ہوئے اپنے سفر حیات کا آغاز کیا اور بفضلہ تعالیٰ وباحسان رسولہ الاعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہے۔ میگزین کے اہم اساسی مآخذ اور دستوری مبادیات منقوشہ ذیل آیات قرآنیہ وارشادات مصطفویہ ہیں۔ گرامی منزلت چیف ایڈیٹر نے اپنے الفاظ میں انہی اصول وضوابط کی نقش نگاری کی ہے۔ مرقومہ ذیل مبادیات ومآخذ کو قلوب واذہان میں محفوظ رکھ کر اور انھیں رہنما خطوط اعتقاد کرتے ہوئے ہمیں قومی سربلندی اور ملی عروج وارتقا کی خاطر اپنی حکمت وتدبیر کو بروئے کار لانا ہے اور غیر متوازن صورت حال کو رفتہ رفتہ بدلنے کی کاوش اور جہد مسلسل کرنی ہے۔ میں اصحاب فکر وقلم اور ارباب علم ودانش کو شریک سفر ہونے کی مخلصانہ دعوت دیتا ہوں۔ السعی منا والاتمام من اللہ تعالیٰ بحرمۃ حبیبہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام دائما ابدا

(الف) {اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ} (سورہ نحل-آیت ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (کنزالایمان)

(ب) {تَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} (سورہ مائدہ-آیت ۲)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (کنزالایمان)

(ج) {یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ} (سورہ حجرات-آیت ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو۔ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے، اور عیب نہ ڈھونڈھو، اور ایک دوسرے کی

غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

(د) {عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ- وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تُبَاغِضُوْا وَلَا تُدَابِرُوْا- وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا} (صحیح البخاری ج ۲ ص ۸۹۶- صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے اور کسی کی بات کی طرف کان نہ لگاؤ، اور (کسی کی) ٹوہ میں نہ رہو، اور (ایک دوسرے سے) حسد نہ کرو، اور (آپس میں) بغض نہ رکھو، اور (ایک دوسرے سے) ترک تعلقات نہ کرو، اور ہو جاؤ اللہ کے بندے، بھائی بھائی۔

(ہ) {عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا} (صحیح مسلم باب فی الامر بالتبشیر وترک التنفیر)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے روانہ فرماتے تو ارشاد فرماتے: خوشخبری سناؤ، اور نفرت نہ دلاؤ، اور آسانی پیدا کرو، اور مشکل میں نہ ڈالو۔

"باغ و بہار" نیا کالم

"خضر راہ" علمائے کرام و دانشوران قوم وملت کے اظہار خیال کے لیے ایک مستقل کالم ہے۔ اب جلد سوم سے مدارس اسلامیہ کے طلبا و طالبات اور اسکول و کالج کے اسٹوڈنٹس کے لیے "باغ و بہار" کے نام سے ایک مستقل کالم کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس کالم {Column} میں صرف مختصر مضامین {Short Articles} قبول کیے جائیں گے، جو عام فہم اور قوم وملت کے لیے نفع بخش ہوں۔ مضمون نگار اپنا نام، ولدیت، سکونت، تعلیم گاہ اور درجہ و کلاس کی تفصیل بھی درج کرے۔ تصحیح و تحسین کے ساتھ مضامین شائع ہوں گے۔ یہ "کالم" مضمون نگاری کی مشق و تربیت کا ایک شعبہ ہے۔ ماہنامہ پیغام شریعت کی جانب سے سال ۲۰۱۶ء میں "تحریری انعامی مقابلہ" کے انعقاد کا مقصد بھی یہی تھا۔ انعامی مقابلہ کے پروگرام میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبائے کرام نے انتہائی جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ "باغ و بہار" کا سدا بہار کالم بھی "باغ فردوس" کے شگفتہ پھولوں سے تا ابد جگمگاتا رہے گا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ آمین

کالم "باغ و بہار" کے لیے درج ذیل ای میل پر ان پیج فائل میں کمپوز شدہ مضامین بھیجیں۔ اس کالم کے لیے ایک ساتھ دو/تین مضامین بھیجے جا سکتے ہیں، تاکہ وہ حسب موقع شائع ہوتے رہیں۔ مسلم طلبا و طالبات فارغ اوقات کو مستقبل کی تعمیر میں صرف کریں۔

tariqueanwer313@gmail.com

ان شاء اللہ تعالیٰ "تعلیمی مسائل" کے مماثل "قومی مسائل" کے نام سے بھی مضامین کا ایک سلسلہ جلد ہی شروع ہوگا، جس کے ذریعہ مسلمانان ہند کو سیاسی حقوق کی حصولیابی، سماجی اصلاحات پر عمل آوری اور اقتصادی ترقیات کی جانب پیش قدمی کی ترغیب دی جائے گی۔ جمہوری ملکوں میں اکثریت کے لیے سیاست سے دوری مضر ثابت ہوتی ہے، پھر اقلیت کا کیا حال ہوگا؟ مسلمانان ہند کو روشن مستقبل کے لیے جاگنا ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تعلیمی مسائل اور قومی مسائل کے مضامین یکے بعد دیگرے شائع ہوتے

اس کالم میں قارئین ودانشوران ملت کے مختلف مسائل پر خیالات اور حاصل مطالعہ وغیرہ شامل کیے جاتے ہیں۔(ادارہ)

معاف کیجیے! آپ شاید اللہ سے زیادہ بی جے پی سے ڈرتے ہیں

تحریر: صادق رضا مصباحی

آپ کبھی کسی مسلمان سے یہ کہہ کر دیکھ لیں ''جناب! ایسا لگتا ہے کہ شاید آپ اللہ سے زیادہ بی جے پی سے ڈرتے ہیں''۔ وہ کبھی آپ کی یہ بات نہیں مانے گا بلکہ الٹا آپ سے خفا ہو جائے گا اور آپ کے ایمان پر کمزوری کا الزام لگا دے گا، اور اگر آپ کے مخاطب کوئی مولانا صاحب ہوں تو ممکن ہے کہ آپ کے خلاف فتویٰ بھی صادر کر دیا جائے۔ لیکن اگر کبھی ہمارا ضمیر مہلت دے اور ہم خود اپنی عدالت میں روبرو ہو کر جواب تلاش کریں تو یقین کیجیے آپ میری بات کی تصدیق کر دیں گے۔ ہم اگرچہ اس کا اعتراف نہ کریں لیکن بیان واقعہ یہی ہے۔ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں شاید اپنے معبود برحق کا اتنا خوف نہیں ہے جتنا بی جے پی کے اقتدار کا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خدا پر ان کا توکل کم ہو گیا ہے، انہیں اپنی قوت بازو پر بھروسہ نہیں رہا۔ اس تناظر میں ہندوستانی مسلمانوں کا کیس دراصل ان کا نفسیاتی کیس ہے۔ یہ جب تک اس دباؤ، خوف اور احساس کمتری سے نہیں نکلیں گے، وہ آگے بڑھنا تو بہت دور کی بات ہے، ایک قدم بھی چل نہیں سکیں گے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کا معاملہ آج کے دور میں نفسیاتی معاملہ کیوں بن گیا ہے؟

آج کی دنیا ''مارکیٹنگ'' کی دنیا ہے، اس کے ذریعے کوئی بھی کسی کو بھی رائی کو پہاڑ، مٹی کو سونا، کھوٹے کو کھرا اور زیرو کو ہیرو بنا کر پیش کر سکتا ہے۔ مارکیٹنگ میں اتنی طاقت ہے کہ یہ پوری قوم کو ظالم اور مظلوم ثابت کر سکتی ہے۔ یہ مارکیٹنگ کا ہی کمال ہے کہ آج بی جے پی، برادران وطن کی نظروں میں ''وکاس پارٹی'' کی حیثیت سے اپنی اہمیت منوا چکی ہے اور مسلمان دہشت گرد اور ملک مخالف بتائے جا رہے ہیں۔ اس زبردست مارکیٹنگ، ایڈورٹائزنگ اور اشتہارات سے مسلمان نفسیاتی طور پر احساس کمتری، دباؤ اور ایک طرح کے خوف میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اسی خوف کا نتیجہ ہے کہ انتخابات کے موقع پر ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ چاہے جو پارٹی اقتدار میں آ جائے مگر بی جے پی نہ آئے۔ وہ بی جے پی کے خوف میں کانگریس جیسی بدترین فرقہ پرست پارٹی کو بھی اپنا لیتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس سوچ کے پس پشت دو مضبوط عناصر کھڑے ہیں۔ ایک تو خود بی جے پی اور دوسری نام نہاد سیکولر پارٹیاں۔ بی جے پی لیڈران اس کثرت سے مسلمانوں کے خلاف بیانات دیتے چلے آ رہے ہیں اور دیگر نام نہاد سیکولر پارٹیاں اس شدت سے مسلمانوں پر بی جے پی کا خوف طاری کرتی رہی ہیں کہ مسلمان خوف کی نفسیات میں جینے پر مجبور ہو گئے ہیں اور شاید اسی خوف نے ان سے صحیح اور کارگر فیصلہ کرنے کی بھی صلاحیت سلب کر لی ہے۔ انہوں نے پالیسی بنا رکھی ہے کہ وہ اپنا ووٹ اسی امیدوار کو دیں گے جس کے اندر فرقہ پرست پارٹی یعنی بی جے پی امیدوار کو ہرانے

کی اہلیت ہوگی۔(مسلمانوں کی یہ پالیسی کتنی کامیاب ہوتی ہے،اس پر گفتگو پھر کبھی)۔

حالاں کہ مسلمانوں کو جتنا خوف اور جتنی نفرت کانگریس سے ہونی چاہیے، اتنی بی جے پی سے نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ کانگریس جو سیکولر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور مسلمانوں کو کئی دہائیوں سے فرقہ پرستوں سے ڈراتی آرہی ہے، ایک بہترین فرقہ پرست پارٹی کے طور پر خود کو ثابت کر چکی ہے۔ مسلمان آج جن بدترین حالات تک پہنچے ہیں ان کے پیچھے صرف اور صرف کانگریس ہے۔ مگر پتہ نہیں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہیں کانگریس سے اتنی شکایت نہیں ہے جتنی بی جے پی سے ہے۔ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ بی جے پی کھلی دشمن ہے اور کانگریس جیسی فرقہ پرست سمیت دیگر سیاسی پارٹیاں جو کچھ نہ کچھ ضرور فرقہ پرستی کے جراثیم رکھتی ہیں، چھپی ہوئی دشمن ہیں، اور یہ حقیقت ہے کہ چھپا ہوا دشمن کھلے ہوئے دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ بی جے پی اس لیے خطرناک اور کھلی ہوئی دشمن بن گئی ہے کہ اس کے وزرا اور امیدوار مسلمانوں کے خلاف مسلسل بیان بازی کرتے ہیں، انہیں ذہنی طور پر ہراساں کرتے ہیں۔ اس طرح کی بیان بازیوں سے ان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کہ ہندو متحد ہو جائے اور وہ اقتدار بی جے پی کی جھولی میں ڈال دے۔ بی جے پی کہتی چلی آئی ہے کہ اسے مسلمانوں کا ووٹ نہیں چاہیے۔ وہ یہ کہہ کر نشانہ کسی اور طرف لگاتی ہے مگر سادہ لوح برادران وطن اس کی معنویت کو سمجھ ہی نہیں پاتے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی پوری قوت سے بی جے پی کو ہرانے کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ آپ ذرا تجزیہ کر لیجیے کہ جن امیدواروں کو آپ نے اس لیے ووٹ دیا تھا کہ اس کی وجہ سے بی جے پی کا امیدوار ہار جائے، اور آپ کی کوششوں سے بی جے پی ہار بھی گئی لیکن آپ کے منتخب امیدوار نے کتنے فیصد آپ کے کام کیے؟۔ آپ کی بیمار سوچ کا حال تو یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے حقوق کی بات کرنے والی پارٹی کے امیدوار کے بجائے کانگریس یا اس جیسی نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ووٹ دینا زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن نے آپ کا راز فاش کر دیا ہے۔ آپ نے مجلس اتحاد المسلمین کے امیدوار کے بجائے کانگریس یا دیگر نام نہاد سیکولر اور آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمایا ہے۔ اس طرح آپ نے چبے چبائے نوالے دوبارہ کھائے ہیں۔ آپ نے ۲۰۱۴ کے پارلیمانی الیکشن میں پوری کوشش کر ڈالی کہ بی جے پی ہار جائے، مگر وہ جیت گئی اور بہت شاندار جیتی۔ ممبئی میونسپل کارپوریشن میں بھی بی جے پی توقع سے کہیں زیادہ کامیاب ہوگئی اور اب آپ یوپی الیکشن کے نتائج کے لیے بھی تیار رہیے۔ اندازہ ہونے لگا ہے کہ وہاں بھی بی جے پی ہی بڑی پارٹی بن کر ابھرنے والی ہے۔ اس لیے ایسے حالات میں مسلمانوں کو زبردست حکمت عملی مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح مسلمان دیگر پارٹیوں کو ووٹ دیتے آئے ہیں اسی طرح اگر مسلمان بی جے پی کو ووٹ دینے لگیں اور پارٹی کو بھی یہ احساس ہو جائے کہ مسلمان اسے سپورٹ کر رہے ہیں تو ممکن ہے کہ بی جے پی اپنی مارکیٹنگ کا اسٹائل بدل دے اور آپ کی خوف کی نفسیات کا علاج بھی ہو جائے۔ چند دنوں قبل بی جے پی کے سینئر لیڈر رونے کٹیار نے کہا تھا کہ بی جے پی مسلمانوں کو اس لیے ٹکٹ نہیں دیتی کہ مسلمان اسے ووٹ نہیں دیتے۔ میرا ناقص مشورہ ہے کہ جس طرح آپ دیگر پارٹیوں کو ووٹ دیتے ہیں یا یوں کہیے کہ ووٹ دے کر مار کھاتے ہیں اسی طرح بی جے پی کو بھی ووٹ دے کر دیکھ لیجیے، شاید آپ کا احساس کمتری ختم ہو جائے۔ مسائل تو خیر اتنی جلدی ختم نہیں ہوں گے اور آپ کو ابھی برسوں تک دوسروں کی خیرات پر پلنا ہے۔ اسی لیے کم از کم جہاں سب کچھ کرتے آئے ہیں، وہاں یہ بھی کر کے دیکھ لیجیے۔

یاد رکھیے، سیاسی پارٹیاں کسی کی بھی نہیں ہوتیں حتیٰ کہ جن کے ووٹوں سے یہ منتخب ہو کر آتی ہیں ان کی بھی نہیں ہوتیں۔ حکمراں

صرف اپنے اقتدار اور مفاد کے پجاری ہوتے ہیں۔ یہ کسی بھی کمیونٹی کا فائدہ اسی وقت کراتے ہیں جب انہیں اس سے فائدے کی امید ہوتی ہے۔جس کو ہم فرقہ پرست اور فرقہ پرستی کہتے ہیں حقیقت میں یہ مفاد پرست اور مفاد پرستی ہے۔ سیاست میں فرقہ پرستی نہیں مفاد پرستی چلتی ہے، یہاں ہوتا کچھ ہے، دِکھایا کچھ اور جاتا ہے۔ ذرا بی جے پی کی پالیسی ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف تو وہ ہندؤں کو مسلمانوں کے بارے میں یہ کہہ کر خوف دلاتی ہے کہ اگر مسلمانوں کے نمائندے ایوانوں میں پہنچ گئے تو ہندو مذہب خطرے میں پڑ جائے گا اور ہندؤں کو کاٹ ڈالا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ برادران وطن اتنے سادہ لوح اور بیوقوف واقع ہوئے ہیں کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ملک میں ہندو ۸۰ فی صد ہیں اور مسلمان صرف ۲۰ فیصد۔ ۲۰ فی صد کا ۸۰ فی صد سے کیا مقابلہ۔ دوسری طرف مسلمانوں کی حماقتیں دیکھیے، بی جے پی کی ان بیان بازیوں سے یہ احساس کمتری میں ڈوب جاتے ہیں اور دفاعی پوزیشن پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں سمجھانے والا کوئی نہیں کہ میاں! تمہیں بی جے پی سے ڈرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر وہ آ جائے تو آ جانے دو۔ بی جے پی تو چاہتی ہی یہ ہے کہ ایسی ہوا بنا دو کہ بی جے پی مسلمانوں کی دشمن ہے، وہ ظاہر یہی کرنا چاہتی ہے کہ مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے تا کہ انہیں اقتدار تک پہنچانے کے لیے ہندو متحد ہو جائے۔ اور اگر واقعی ہم اسے فرقہ پرستوں کی سازش سمجھتے ہیں تو کیا اللہ نے ہماری کھوپڑی میں مغز نہیں رکھا؟ ہم ان کی سازشوں کو کامیاب ہی کیوں ہونے دیتے ہیں۔ چور کا کام چوری کرنا ہی ہوتا ہے، اگر آپ اپنے مال کو چوری سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی نگہ بانی کریں، مضبوط پہرے بٹھائیں۔ اگر اس کے باوجود چوری ہو جائے تو اس میں غلطی کس کی ہے؟ چور کی یا پہرے دار کی؟ اس لیے فرقہ پرستوں کے اشتعال انگیز بیانات کو مت کوسیے، کیوں کہ ان کا کام ہی یہی ہے، ان کی تربیت ہی اسی طرح ہوئی ہے۔ انہیں بدلنے کا مطالبہ مت کیجیے، بلکہ آپ خود بدل جائیے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ خود بدل جائیں گے۔ ان اشتعال انگیزیوں کے پیچھے آر ایس ایس کی کئی دہائیوں کی محنت ہے اس لیے اس کا نتیجہ تو بھگتنا ہی ہے۔ ہم اس لیے بھگت رہے ہیں کہ ہمارے اگلوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور اگر کیا بھی تو ہم نے اسے مطعون کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اگر ہم آج کچھ نہیں کریں گے تو کل ہمارے بچوں کو بھی یہی جھیلنا ہوگا۔ اقبال نے غلط نہیں کہا

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

کمزور ہمیشہ دوسرے نمبر پر رہتا ہے اور اس خوف، احساس مظلومی اور احساس کمتری نے ہمارے سارے کس بل نکال کر رکھ دیے ہیں۔ اس لیے اگر مرگ مفاجات کی سزا سے نجات حاصل کرنی ہے تو جرم ضعیفی سے باہر جلد از جلد باہر نکلنا ہوگا۔ ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ خوف کا کہیں کوئی خارجی وجود نہیں ہوتا، یہ صرف ہمارے ذہن کا وہم ہوتا ہے۔ لیکن اسے خود کو مجسم کرنے کے لیے خارج میں کوئی وجود چاہیے ہوتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں نے بی جے پی کے اندر اپنے خوف کو مجسم کر لیا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق جب کسی قوم یا انسان پر خوف کی نفسیات سوار ہو جاتی ہے تو وہ اس کے پورے وجود پر مسلط ہو جاتی ہے اور انسان اس کی وجہ سے یا تو مر جاتا ہے یا اگر طاقت ور ہے اور آگے بڑھنے کا جذبہ ہے تو پھر اس پر قابو پا لیتا ہے۔ نفسیات کے ان اصولوں کی روشنی میں اب یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں یا مردہ۔

از: صادق رضا مصباحی، ممبئی
رابطہ نمبر: 09619034199

اب ہمیں راستہ نہیں ملتا

جرار احمد ریسرچ اسکالر شعبۂ تعلیم وتربیت، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد (انڈیا)

ہندستان میں خاص طور پر جب ہم مسلمانوں کی تعلیم کی طرف نظر کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ کی طرح ہمیں پیچھے ہی نظر آتے ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ روز اول سے ہی یہ قوم پسماندہ ہے، بلکہ علم کا ایسا سرچشمہ اس قوم سے پھوٹا کہ جس نے عرب کے ریگستانوں کو سیراب کر دیا اور پوری دنیا میں علم وحکمت کو پھیلا دیا۔ مسلمانوں کا تعلیمی میدان میں پیچھے نظر آنا کوئی نئی بات نہیں، بلکہ کئی دہائیاں گذر گئیں اور ان کی حالت جوں کی توں ہے۔

حیرت ہے تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اقرأ سے ہوا تھا

پہلے یہ بات تھی کہ مسلم اکثریت غریب ہے اور اب یہ بات ہے کہ ان کے ساتھ تعصب برتا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی صداقت سے صرف نظر کرتے ہوئے کچھ ایسے نکات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی، جن سے مسلم تعلیمی پسماندگی دور کرنے میں مدد ملے گی۔

جب ہم مسلم معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو پاتے ہیں کہ اس معاشرے کی اکثریت اور خاص کر متوسط طبقہ اپنی آل واولاد کی تعلیم کے تئیں اتنا سنجیدہ نہیں ہے، جتنا کہ اسے ہونا چاہیے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ خود ناخواندہ ہیں یا پھر وہ طبقہ آج کے دور میں بھی تعلیم کی اہمیت سے واقف نہیں ہے، یا پھر فارغ البالی کی زندگی نے اسے بے پرواہ بنا دیا ہے، جس کے نتیجے میں اس طبقہ کے بچے تعلیم کو سنجیدگی سے نہیں لیتے ہیں اور بس صرف برائے نام اسکول آتے جاتے ہیں۔ ان کی اس روش سے نہ تو ان کے والدین کو کچھ فرق پڑتا ہے اور نہ ہی گھر کے کسی بھی خواہ کو۔ بچے کا اسکول میں داخلہ ہوگیا، بس یہی کافی ہے۔ اکثر گارجین یہی سوچ کر اپنے بچوں کا داخلہ اسکول میں کراتے ہیں کہ فلاں نے بھی اپنے بچے کا داخلہ کرایا ہے۔ ان کا بچہ کیا پڑھتا ہے، کتنا پڑھتا ہے، پڑھنے میں کیسا ہے، اس کی دلچسپی کیا ہے، اس سے نہ تو والدین کو کچھ سروکار ہوتا ہے اور نہ ہی اسکول کے ارباب مجاز کو۔ بس ہر کوئی اپنی اپنی فارمیلٹی پوری کر رہا ہوتا ہے اور نتیجتاً مسلم معاشرہ روز بروز تعلیمی پسماندگی کی اتھاہ گہرائی میں گرتا جا رہا ہے۔ اگر کچھ بچے تعلیم کے بارے میں سنجیدہ ہوتے بھی ہیں تو ان کو مکمل طور سے گائڈ لائن صرف اس وجہ سے نہیں مل پاتی ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ ان کے پاس نہیں ہے کہ جس سے یا جہاں سے وہ رہنمائی حاصل کرسکیں یا پھر بعض مجبوریوں کی بنا پر رہنمائی حاصل کرنا نہیں چاہتے ہیں، حالانکہ ان کو تو اس جذبے کے ساتھ آگے بڑھ چڑھ کر آنا چاہیے کہ ''ہم نے دنیا کی

رہنمائی کی، اور ایک بار پھر کریں گے''۔مگر افسوس ان کے ذہن میں یہ بات گھر کر گئی ہے کہ''اب ہمیں راستہ نہیں ملتا''۔

زیادہ تر مسلم گارجین کی نظر کمائی پر ہوتی ہے کہ کب بچہ کمانا شروع کرے گا، جلدی سے بڑا ہو جائے اور ہم اسے کمانے کے لیے باہر بھیج دیں۔اگر بچے انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر جانے کے خواہاں ہوتے ہیں تو اکثر ان کے اہل خانہ یا پھر کوئی بھی خواہ یہ کہتا ہے کہ باہر جا کر پڑھنے سے کیا ہوگا، یہیں پڑھو۔اگر وہ بچہ آرٹس کا ہو، اور گریجویشن کے لیے باہر جانا چاہتا ہے تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بی اے کر کے کیا کروگے اور اگر کرنا ہی ہے تو باہر جا کر کرنے سے کیا فائدہ؟ یہیں سے کرلو ،ساتھ میں گھر کا کام کاج بھی دیکھنا۔اس طرح سے کہہ کہہ کر لوگ اس کے حوصلے کو پست کر دیتے ہیں۔ایسے لوگوں سے میرا ایک سوال ہے کہ جب اس بچے کو باہر بھیج کر کمانے کی بات آتی ہے، تب وہی لوگ دن رات ایک کر کے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ بس کسی طرح پاسپورٹ بن جائے۔اس وقت یہ لوگ آخر یہ کیوں نہیں کہتے کہ باہر جا کر کمانے سے کیا ہوگا، یہاں بھی تو کمایا جا سکتا ہے، لیکن اس لالچی اور حریص دنیا کے لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل اور آسائش کی خاطر تب اس بات پر غور نہیں کرتے ہیں کہ جب وہ بچہ باہر جا کر زیادہ کما سکتا ہے تو باہر پڑھ کر زیادہ علم بھی حاصل کر سکتا ہے۔مگر ان حریص لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، جن کی کتاب میں علم پر زور دیا گیا ہے، جس کے نبی نے علم کی تاکید کی، وہی قوم اس تعلق سے بے پرواہ مال و دولت کی حرص میں ڈوبی ہے۔بقول شاعر

حرص و ہوا سے جس کو بچایا رسول نے
بھٹکی ہوئی ہے قوم وہ اب خواہشات میں

مسلم معاشرہ تعلیمی میدان میں اس لیے بھی پیچھے ہے کہ جن گھرانوں میں تعلیم یافتہ افراد ہیں، ان کے اندر دوسروں کی رہنمائی کے جذبے کا فقدان ہے۔وہ زیادہ تر اپنی تعلیمی صلاحیت کی دھونس جمانے اور شیخی بگھارنے میں رہتے ہیں اور ساتھ ہی ایسے افراد کی بھی کمی ہے جو کہ تعلیم حاصل کر رہے بچوں کی کچھ نہیں تو حوصلہ افزائی ہی کریں۔اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ مسلم سماج میں خواندہ افراد کی کمی کی وجہ سے مسلم طلبا کو تعلیمی امور میں راہ دکھانے والا کوئی نہیں مل پاتا تو حوصلہ افزائی کرنے میں کون سی ڈگری کی ضرورت ہے۔آخر کیوں لوگ حوصلہ افزائی کرنے میں بخالت سے کام لیتے ہیں۔جنگ میں جس طرح سے ہمت اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح سے تعلیم میں بھی۔اگر لوگ اپنے بچوں کی رہنمائی نہیں کر سکتے تو کم سے کم ان کی ہمت اور حوصلے کو پروان چڑھائیں، نہ یہ کہ اسے اور پست کریں۔

جب سے خلیجی ممالک جانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے، مسلم معاشرے کی غربت کی شرح میں تھوڑی سی کمی آئی ہے مگر پھر بھی تعلیم کی اہمیت سے متعلق ناقص بیداری کی وجہ سے لوگ اعلیٰ تعلیم سے راہ فرار اختیار کرنا بہتر سمجھتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ بچوں کو زیادہ پڑھانے سے کیا فائدہ؟ جب اپنا ہی کام کرنا ہے تو پھر پیسہ کیوں خرچ کریں اور وقت کیوں برباد کریں، مگر وہ انجانے میں یہ دونوں چیزیں برباد کر رہے ہوتے ہیں مثلاً آج کوئی بھی گھر ایسا نہیں ہوگا کہ جس گھر کا ایک فرد بھی فارن میں ہے تو اس گھر کے بچوں کے پاس اسمارٹ فون نہ ہو، ان میں سے اکثر لوگوں کے گھروں میں فون کے ساتھ ساتھ بائک بھی ہے۔چاہے اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔نتیجتاً ان کے گھر کے بچے جو ابھی عنفوان شباب میں ہوتے ہیں، جن کی عمر ابھی اسکول اور مدرسے جانے کی ہوتی ہے، زیادہ تر وقت موبائل اور شو آف میں

صرف کرنے لگتے ہیں اوران کا ذہن تعلیم سے دور ہوجاتا ہے۔ پہلے کی بہ نسبت اب کچھ علاقوں میں یہ سوچ بدلی ہے اور لوگ تعلیم کی طرف مائل ہورہے ہیں مگر آج بھی گارجین پہلے کمانے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ کمانے کے بارے میں سوچیں مگر اس حد تک نہیں کہ گذر بسر ہونے کے باوجود ذخیرہ اندوزی کے لیے بچوں کی تعلیم کا سودا کرلیں اور اسے پڑھانے کے بجائے کام پر لگا دیں۔

ایک دہائی گذر گئی اور اب بھی یہ سلسلہ زوروں پر ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو کمانے کے لیے خلیجی ممالک بھیجتے ہیں اور اس کے لیے گارجین اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ کب ان کا بچہ بالغ ہو، اور اسے بدیس بھیجیں۔ بعض مرتبہ تو یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ عمر بڑھوا کر پاسپورٹ بنوا دیا جاتا ہے اور عمر سے پہلے ہی بچے کو بالغ کر کے فارن بھیج دیا جاتا ہے، تاکہ بچہ جلدی سے کمائی کر کے پیسہ بھیجے جس سے گھر دوار بنے اور آرام ملے۔ گویا زندگی کا یہی نصب العین ہوا کہ اچھا گھر ہو اور تمام آسائشوں سے بھری زندگی ہو۔ اس طرح سے عارضی آسائش و دولت کی خاطر تعلیم بالائے طاق رکھ دی جاتی ہے اور مسلم معاشرے کے نونہالوں کا مستقبل تاریکی میں چلا جاتا ہے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خود بچوں کا بھی اب یہی ذہن بن گیا ہے کہ بڑے ہو کر باہر جانا ہے، جس کی وجہ سے ان کا ذہن تعلیم میں نہیں لگتا۔

آج مسلم معاشرہ اتنی غربت کا شکار نہیں ہے جتنا کہ پہلے تھا اور یہی وجہ ہے کہ بہت سارے مسلم بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، کچھ گھر پر ہی اور کچھ گھر سے دور، مگر جو طلبا گھر سے دور ہیں ان کے گارجین میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ میرا بیٹا باہر پڑھ رہا ہے، اسے وقت پر پیسہ بھیج دیا جائے بس وہی کافی ہے۔ جس کے پس پردہ وہی اسکول والی سوچ کارفرما ہوتی ہے کہ بس اسکول میں نام درج ہوگیا کافی ہے۔ اس کے بعد بچہ کیا کر رہا ہے، کتنا پڑھ رہا ہے، کتنی کامیابی حاصل کر رہا ہے ان سب کی گارجین کو کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اس عدم دلچسپی کی وجہ سے طلبا اپنی تعلیم کی طرف کما حقہ توجہ مرکوز نہیں کر پاتے، کیوں کہ ان کے اندر باز پرس کا کچھ خوف ہی نہیں ہوتا ہے اور وہ یہ سوچتے ہیں کہ گھر والوں کو ان سب کے بارے میں کیا پتا، اور صرف کسی طرح سے امتحان پاس کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر صلاحیت و قابلیت کا فقدان ہوتا ہے اور نتیجتاً انہیں نوکری ملنا دشوار ہوجاتا ہے، جس سے معاشرے میں غلط پیغام جاتا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ زیادہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟ دیکھو فلاں کا لڑکا اتنا پڑھنے کے باوجود بھی در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور نوکری نہیں مل رہی ہے۔ کوئی بھی شخص اس بات پر غور نہیں کرتا کہ اتنا پڑھنے کے بعد بھی اس کے اندر صلاحیت آئی ہے بھی کہ نہیں؟ آخر کیوں اسے نوکری نہیں مل رہی ہے۔ اس بات پر غور کرنے کی بجائے لوگ کمانے کے لیے قائل کرنے کی خاطر سیدھے سیدھے یہی کہیں گے کہ پڑھنے سے کیا فائدہ؟ آخر پھر بعد میں اپنا ہی کام کرنا ہے تو پھر ابھی سے کیوں نہیں اور یہی سوچ اس معاشرہ کو اندھیرے میں ڈھکیل رہی ہے۔

کچھ طلبا اپنے کورس سے متعلق یہ سوچتے ہیں کہ ان کے کورس کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ اگر وہ فلاں کورس کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔ ان کو یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ہر میدان اور ہر شعبہ کے Creamy لوگوں کو منتخب کرلیا جاتا ہے اور ان کے لیے ملازمت زیادہ مسئلہ نہیں ہوتی ہے۔ اس بات کے پیش نظر ہمارے لیے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ چاہے جس شعبہ میں ہم رہیں، اتنی محنت سے پڑھیں کہ ہمارا شمار کریمی لوگوں میں ہو، اور پھر اچھا مقام حاصل کر کے اپنے معاشرہ کو ایک مثبت پیغام دیں، تاکہ دوسرے گارجین کو بھی ترغیب ملے اور وہ لوگ بھی اپنے بچوں کو پڑھانے کے لیے سینہ سپر ہوں۔ اس ذیل میں سب سے پہلی ذمہ داری ہمارے والدین اور گارجین کی ہے کہ وہ

اپنے بچوں کا داخلہ کرا کے ایسے ہی نہ چھوڑ دیں، بلکہ ان میں اور ان کی تعلیم میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہیں اور ساتھ ہی ان کی رہنمائی بھی کرتے رہیں تا کہ وہ بھٹکنے نہ پائیں اور طلبا بھی پوری ایمانداری کے ساتھ محنت ولگن سے پڑھائی کریں اور اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر کے یہ ثابت کر دیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کوئی نااہل نہیں ہوتا ہے۔اس طرح سے ہم اپنے معاشرہ کی تعلیمی پسماندگی دور کر کے تعلیم کی روشنی سے پوری دنیا کو راستہ دکھلا سکتے ہیں۔

جامع ازہر مصر اور تین طلاق

مولانا منیف عالم رضوی، مرغیا چک سیتامڑھی (بہار)

گلہائے رنگا رنگ سے زینت چمن کی ہے

اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

ایک مجلس میں تین طلاق، شریعت اسلامیہ میں تین طلاق قرار پاتی ہے۔اس اسلامی قانون کو مسترد کرنے کے لیے مرکزی حکومت نے سپریم کورٹ میں اپنا حلف نامہ داخل کیا تھا۔ماہ مئی ۲۰۱۷ء میں سپریم کورٹ اس پر اپنا آخری فیصلہ سنائے گا۔مرکزی حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس حکم شرعی کو منسوخ کر دیا جائے۔حالانکہ اسلامی قوانین وہی ہیں جو قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔کسی عدالت یا کسی حکومت کے منسوخ کر دینے سے وہ خداوندی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔مرکزی حکومت کا یہ اقدام "مسلم پرسنل لا" میں صریح مداخلت ہے۔جبکہ دستور ہند میں ہر مذہب کا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے اور ہر اہل مذہب کو اپنے مذہبی قوانین پر عمل کی اجازت ہے۔مسلمانوں اور خاص کر علمائے کرام کو چاہئے کہ اس موقع پر اسلامی نظریات کو شرعی اور عقلی دلائل سے مزین کر کے حکومت ہند کے سامنے پیش کرے، تا کہ شریعت اسلامیہ کا تحفظ ہو سکے۔ورنہ رفتہ رفتہ حکومت، ملک ہند میں یکساں سول کوڈ نافذ کر دے گی۔یکساں سول کوڈ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ ہندوستان میں آباد تمام اہل مذاہب کے لیے مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔ہندوستان ایک کثیر ثقافتی ملک ہے۔یہاں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔مسلم سلاطین کے عہد میں بھی ہر اہل مذہب اپنے مذہب کے مطابق زندگی گذارتے تھے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی ممانعت کا حکم جاری نہ کیا گیا۔آج کی جمہوری حکومت کو بھی ماضی کی تاریخ اور ریکارڈ کے مطابق ہندوستانی تہذیب وثقافت کو برقرار رکھنا چاہئے۔اصلاح کے نام پر افساد کی کوشش نہ کی جائے۔شاہ بانو کیس کا معاملہ بھی اسلامی اصول وقوانین کا لحاظ نہ کیا گیا۔طلاق ثلاثہ سے متعلق ذیل میں چند احادیث طیبہ رقم کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عامر شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاطمہ بنت قیس سے کہا۔آپ مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بتائیں۔انہوں نے کہا: میرے شوہر نے یمن کے لیے (گھر سے) نکلتے وقت تین طلاقیں دیدیں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تینوں طلاقیں نافذ فرمادیں۔(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۵۲-باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، حدیث نمبر ۲۰۲۴-داراحیاء الکتب العربیہ بیروت)

(۲) جب امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ کی بیوی حضرت عائشہ بنت خلیفہ خشعمیہ نے آپ کو امیر المومنین بننے کی مبارکباد دی۔حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے

فرمایا۔ امیر المومنین حضرت علی کے قتل کی مصیبت ہے اورتم خوشی کا اظہار کر رہی ہو، اور مبارکباد دے رہی ہو۔ ”اذهبی فانت طالق ثلاثا“۔ جاؤ، تمہیں تین طلاق ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا۔ میں نے تو اچھے ارادے سے کہا تھا اور زینت وآرائش چھوڑ دی اور عدت میں بیٹھ گئیں۔ حضرت امام حسن نے دس ہزار درہم بطور نفع واحسان اور باقی رقم مہر کی بھیجی۔ جب یہ مال ان کو ملا تو بولی۔ ”متاع قليل من حبيب مفارق“۔ یہ مال حبیب کی جدائی اور فراق کے مقابلے میں کس قدر حقیر وقلیل ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ آپ کی جدائی وفراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے اور فرمایا۔ ”لولا انی سمعت جدی او حدثنی ابی انه سمع جدی يقول-ايما رجل طلق امرأته ثلاث مبهمة او ثلاثا عند الاقراء، لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره، لراجعتها“۔ (سنن دارقطنی ج ۴ ص ۳۰-سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۳۷)

یعنی اگر میں اپنے جدامجد سے نہ سنا ہوتا یا فرمایا۔ میرے والد ماجد نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آدمی اپنی عورت کو ایک دم تین طلاق یا الگ الگ تین طلاق تین طہر میں دے تو اس کی عورت اس کے لیے حلال نہیں ہوگی، جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ (اگر یہ حکم نہ ہوتا) تو میں ضرور رجوع کر لیتا۔

مذہب اسلام کے چاروں فقہائے مجتہدین یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے یہاں ایک مجلس کی تین طلاق نافذ ہوجاتی ہے اور تین طلاق واقع ہوتی ہے۔ اب اگر اسی شوہر سے نکاح کا ارادہ ہو تو حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ عہد حاضر میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں، رسالے، مضامین ومقالات تحریر کئے گئے ہیں، تفصیل کے لیے ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

جب ہندوستانی سپریم کورٹ میں تین طلاق کا مسئلہ زیر بحث آیا تو پورے عالم اسلام میں ایک تشویشناک ماحول پیدا ہوگیا۔ مصر کے صدر عبدالفتح السیسی نے بھی ماہ فروری ۲۰۱۷ء میں زبانی طلاق میں اصلاح کی تجویز پیش کی۔ جامع ازہر مصر کے اکابر علمانے صدر عبدالفتح کی تجویز کو مسترد کر دیا اور کہا کہ زبانی طلاق کا معاملہ عہد رسالت سے غیر متنازعہ ہے۔ واضح رہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق، تین ہی واقع ہوتی ہے۔ اس پر مجتہدین اربعہ، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اتفاق ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ حرانی نے اجماع کے خلاف قول کیا، جسے امت مسلمہ نے تسلیم نہ کیا۔ آج بھی بعض لوگ ابن تیمیہ کی پیروی میں ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ جمہور مسلمین کا مذہب یہی ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق، تین ہی واقع ہوتی ہے۔ یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین سے ثابت ہے۔ جمہوری نظام میں اکثریت ہی کا قول قبول کیا جاتا ہے۔ الیکشن کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ جس جانب اکثریت جائے، اسی کو قبول کیا جائے۔ ہندوستان بھی ایک جمہوری ملک ہے۔ امید ہے کہ ہندوستانی سپریم کورٹ بھی جمہور مسلمین کے مذہب کے موافق ہی اپنا فیصلہ صادر کرے۔ یوں بھی طلاق کا مسئلہ قوم مسلم کا داخلی وعائلی مسئلہ ہے۔

نیا کالم

باغ و بہار

مدارس اسلامیہ کے طلبا و طالبات اور اسکول و کالج کے اسٹوڈنٹس کی مشق و تربیت کے لیے ''باغ و بہار'' کے نام سے ایک مستقل کالم کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اس کالم میں صرف مختصر مضامین {Short Articles} قبول کیے جائیں گے، جو عام فہم ہوں۔ مضمون نگار اپنا نام، ولدیت، سکونت، تعلیم گاہ اور درجہ/کلاس کی تفصیل بھی درج کرے۔ (ادارہ)

حرم کعبہ مقدسہ کے سنگ مرمر کی ٹھنڈک

مصباح المصطفٰی بن کمال ملک (بھنور ضلع نوادہ، بہار) کلاس ہشتم: مانس پربھا پبلک اسکول ہسوا ضلع نوادہ (بہار)

کعبہ معظّمہ کے آس پاس حرم خداوندی میں جو سنگ مرمر لگے ہوئے ہیں، وہ سخت دھوپ میں بھی ٹھنڈے رہتے ہیں۔ اس کا راز کیا ہے؟ حرمین شریفین کے امور عامہ کے ادارہ نے بتایا کہ یہ سنگ مرمر ''التاسوس'' کہلاتا ہے۔ یہ پتھر گرمی اور روشنی دونوں کو منعکس کرنے کی خوبی رکھتا ہے۔ ان پتھروں کو یونان کے پہاڑوں سے نکالا گیا ہے۔ یہ پتھر رات کو باریک مساموں کے ذریعہ رطوبت اور تری کو جذب کرلیتا ہے، پھر دن کو یہ رطوبت خارج کرتا ہے۔ اسی لیے گرمی اور دھوپ کے وقت بھی یہ پتھر گرم نہیں ہوتا اور طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو گرمی و تپش محسوس نہیں ہو پاتی۔ دوسرے پتھروں میں یہ خاصیت نہیں پائی جاتی ہے۔ کلکتہ کے انڈین میوزیم {Indian Museum, Kolkata} میں ایک پتھر ہے، جو مڑ جاتا ہے، پھر سیدھا ہوجاتا ہے۔ اسے لچکدار پتھر (Flexible Stone) کہا جاتا ہے۔ یہ سب قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ ترکی حکومت نے جب گنبد خضریٰ کی تعمیر کا ارادہ کیا تو عمدہ قسم کے پتھروں کی تلاش ہوئی۔ جن پہاڑوں سے روضہ مقدسہ کی تعمیر کے لیے پتھر حاصل کیے گئے تھے، ان کی خبر کسی کو نہ دی گئی، اور ان پتھروں کی کانیں ہمیشہ کے لیے بند کردی گئیں۔ آج تک کسی کو یہ علم نہ ہوسکا کہ گنبد خضریٰ کی تعمیر کے لیے خوبصورت پتھر کہاں سے حاصل ہوئے تھے؟ یہ سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اعلیٰ اور نادر و نایاب مثال ہے۔ انہیں یہ بھی گوارا نہ ہوسکا کہ وہ پتھر کسی اور مقام پر بھی لگائے جاسکیں۔

دعائیں اور دوائیں

سدرہ فاطمہ بنت عطاء المصطفٰی عالم شمسی (توپسیا، کلکتہ) کلاس پنجم: لبینی ہال پبلک اسکول (بنیا پوکھر، کلکتہ)

''بسم الرحمن الرحیم'' پڑھ کر سبق پڑھنا شروع کرنا چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت حاصل ہوسکے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ جو چاہے کہ وہ اپنا پڑھا ہوا سبق نہ بھولے تو وہ سبق پڑھتے وقت یہ دعا پڑھ لے۔ {اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَا

الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ}(پاکستانی پنج سورہ ص ۲۲-علمی کتاب گھر کراچی)
جو آدمی ہر صبح و شام یہ دعا پڑھے، وہ مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر صبح کو پڑھے تو شام تک محفوظ رہے گا، اور شام کو پڑھے تو صبح تک مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ دعا یہ ہے {اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ }(مسلم شریف) روزانہ صبح و شام تین/تین بار یہ دعا پڑھیں۔ سانپ، بچھو اور دوسرے موذی حیوانوں سے پناہ ملتی ہے۔ آدھی رات کے بعد سے لے کر سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح میں شمار ہوتا ہے، اور ظہر کے ابتدائی وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا وقت شام کہلاتا ہے۔(گھریلو علاج: از مولانا الیاس عطار قادری رضوی، ص ۳۵-مکتبۃ المدینہ کراچی)

اولیائے کرام کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت ضرورت و حاجت پوری ہونے کے لیے ایک آزمایا ہوا عمل ہے۔ لہٰذا ہر دن جتنا ہو سکے، قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہے۔ اگر اس ترکیب سے پڑھے تو بہت جلد مراد پانے کی امید ہے۔ جمعہ کو قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے اور جمعرات کو مکمل کر لے۔ جمعہ کو سورہ فاتحہ سے سورہ مائدہ کے آخری تک، سنیچر کو سورہ انعام سے سورہ توبہ کے آخری تک، اتوار کو سورہ یونس سے سورہ مریم کے آخری تک، سوموار کو سورہ طہ سے سورہ قصص کے آخری تک، منگل کو سورہ عنکبوت سے سورہ ص کے آخری تک، بدھ کو سورہ زمر سے سورہ رحمن کے آخری تک، جمعرات کو سورہ واقعہ سے آخری قرآن تک تلاوت کرے۔ تلاوت تنہائی میں کرے، تلاوت کے درمیان کسی سے بات چیت نہ کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ / مرتبہ لگاتار ختم قرآن مجید کرنے پر یقینا مراد پوری ہو جائے گی۔ (شجرہ رضویہ ص ۵۰،۵۱-بریلی شریف)

(۱) کان میں اگر کوئی کیڑا چلا جائے تو سرسوں کا تیل کان میں ڈالنے سے وہ کیڑا مر جاتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۸۵-)(۲) ادرک کے رس کا ایک قطرہ کان میں ٹپکانے سے کان کا درد ختم ہو جاتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۸۵)(۳) تین/ چار چمچہ اسپغول پانی کے ساتھ پھانک لینے سے بدہضمی اور قبض ختم ہو جاتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۸۲)(۴) روزانہ صبح کو نہار منہ ایک عدد سدا بہار پھول (سفید) کھانے سے شوگر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صبح و شام کریلا کا رس ایک چمچہ پینے سے بھی شوگر پر کنٹرول ہوتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۶۵)(۵) اگر دواؤں سے سر درد ختم نہ ہوتا ہو تو آنکھ کا ٹیسٹ کروائیں۔ اگر نظر کمزور ہو تو چشمہ سے سر درد ختم ہو جاتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۵۱)(۶) اگر بچھو یا شہد کی مکھی کاٹ لے تو پیاز کاٹ کر یا مسل کر لگائیں اور نمک لگا کر پیاز کھلائیں۔(گھریلو علاج ص ۳۶)(۷) روزانہ گاجر کھانے سے دماغ مضبوط اور آنکھ کی روشنی تیز ہوتی ہے۔(گھریلو علاج ص ۳۴)(۸) پان کے پتے چبانے سے دانتوں کا درد اور منہ کی بدبو دور ہو جاتی ہے۔ دن بھر میں ایک/ دو بار پان کھانا چاہئے۔ پان کھانے کی عادت بنا لینا نقصان دہ ہے۔ زیادہ پان کھانے سے دانتوں اور معدہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ (پان کی شان: از مولانا فیض احمد اویسی، ص ۴-سبزواری پبلیشرز کراچی)(۹) ہر ایک گھنٹہ بعد ایک لونگ منہ میں رکھ کر چبانے اور چوستے رہنے سے کھانسی کا زور ختم ہو جاتا ہے۔(گھریلو علاج ص ۵۸)

عصری نظام تعلیم اور حافظ ملت

محمد اشرف بن قمر الہدیٰ (کشن گنج، بہار) درجہ اولیٰ: جامعہ حضرت بلال (بنگلور)

حضرت علامہ بدالقادری مصباحی (ہالینڈ) سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ (مبارکپور) نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمی پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا: ''حافظ ملت نے یہ کبھی نہیں چاہا کہ ہمارے طلبہ و علما محدود زندگی گذاریں۔ بلکہ وہ مدارس کی خستہ چٹائیوں سے ایسے جیالے، جری، جرأت مند، مدبر، مفکر اور ہوشمند اور حالات آشنا سپاہی ڈھالنا چاہتے تھے، جو کشاکش حیات کے تمام شعبوں میں اسلامی روح پھونک سکیں۔ جن کے ذریعہ گھر سے لے کر مسجد تک، دسترخوان سے لے کر ایوان تک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول بالا ہو سکے۔ آپ مدارس اسلامیہ کے موجودہ نظام تعلیم میں اصلاح کی ضرورت سمجھتے تھے، اور مغربی مدارس تعلیمی کی آزاد اور روحانیت بیزار فضا سے بیزار تھے۔ جائز حدود تک وہ تعلیمات اسلامی کو جدید طور طریق سے فروغ دینا پسند کرتے تھے۔ مغربی تعلیم کے ذریعہ ایجادات و اکتشافات اور فکری ارتقا کے وہ ضرور حامی تھے، مگر اس حد تک نہیں کہ روحانیت کا جنازہ نکل جائے۔ بلکہ وہ عقل و روح کے سلسلے میں مدارس و مکاتیب فکر کی غیر متوازن رفتار کو اعتدال کے قالب میں دیکھنا چاہتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ مغرب کی عیش کوش تہذیب با ختگی اور جنسی بے راہ روی کے پھیلتے ہوئے زہر کا تریاق صرف اسلامی تعلیمات پر عمل ہے، جیسا کہ انٹرویو کے درمیان ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بڑے محکم انداز میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کا نور بصیرت دینی مدارس کے ماحول میں پرورش پانے کے باوجود بھی اتنا حقیقت فہم، دور رس اور نباض تھا، جس سے انہوں نے قوم کے مستقبل کو جھانک لیا تھا۔ بے شک وہ ''انه ینظر بنور اللّٰہ'' کے مصداق تھے''۔ (حافظ ملت نمبر، ماہنامہ اشرفیہ جون، جولائی و اگست ۱۹۷۸ء ص ۴۸)

طب و صحت

غلام حسین بن خلیل احمد (سدلگٹہ، کرناٹک) درجہ رابعہ: جامعہ حضرت بلال ٹیانری روڈ (بنگلور)

دودھ کے طبی فوائد: دودھ کا مزاج گرم تر ہے۔ دودھ بچوں، جوانوں اور دماغی کام کرنے والوں کے لیے صحت بخش غذا ہے۔ دودھ کے استعمال سے قوت حافظہ تیز ہوتی ہے۔ جسمانی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ تھکاوٹ دور ہوتی ہے۔ جسمانی طاقت قائم رہتی ہے۔ دودھ بیماروں کے لیے ایک صحت بخش غذا ہے۔ دودھ کو مسلسل استعمال کرنے سے معدہ کی تیزابیت اور سینہ کی جلن دور ہو جاتی ہے۔ دودھ قبض کو دور کرتا ہے، اور پسینہ و پیشاب کے ذریعہ بدن کا زہر خارج کر دیتا ہے۔ دودھ بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ یہ دل، جگر، معدہ، انتڑی، غدود اور ہڈی کی گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔ دودھ نیند نہ آنے کا بہترین علاج ہے۔ جس کو نیند نہ آتی ہو، وہ رات کو سونے سے قبل ایک گلاس ابلا ہوا دودھ شہد ملا کر پی لیا کرے۔ دودھ سے قد و قامت بڑھتی ہے اور وزن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ دودھ خون کو بھی بڑھاتا ہے۔ (علاج بالغذا: از حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری ص ۲۲۸- مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)

چھاچھ کے طبی فوائد: دہی اور چھاچھ میں ایسے جراثیم ہیں کہ یہ پیٹ میں جاتے ہی امراض پیدا کرنے والے جراثیم سے جنگ کر کے انہیں مغلوب کر دیتے ہیں۔ اس لیے امراض کا مقابلہ کرنے کے لیے چھاچھ بہت مفید چیز ہے۔ (علاج بالغذا: از حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری ص ۴- مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)

دھی کے طبی فوائد: ایک پاؤ دہی آدھ سیر گوشت کے برابر طاقت رکھتا ہے۔ کمزور لوگوں کو دہی کا استعمال آہستہ آہستہ بڑھانا چاہئے۔ دہی سے جلد اور اعصاب کو قوت ملتی ہے۔ دہی نیند نہ آنے کا اچھا علاج ہے۔ جسے نیند نہ آتی ہو، اسے دہی کھلایا جائے۔ دہی آنتوں اور معدہ کے مریضوں کو اسہال اور پرانی پیچش سے نجات دیتا ہے۔ یہ جسم کی گرمی اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ دہی میں بیسن ملا کر چہرہ پر لیپ کرنے سے پھنسیاں اور کیلے ختم ہوجاتے ہیں۔ بالوں کی جڑوں میں دہی لگانے سے بال لمبے، ملائم اور مضبوط ہوجاتے ہیں۔ (علاج بالغذا: از حکیم محمد اسلم شاہین قادری عطاری ص ۲۲۹- مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد)

مسلمانوں کو دہشت میں مبتلا رکھنا

سید فیضان منور بن علیم منور (بنگلور) پی یوسی: بنگلور یونیورسٹی (بنگلور)

جواہرلال یونیورسٹی (دہلی) کا ایم ایس سی بائیوٹیکنالوجی اسٹوڈنٹ {MSc Biotechnology Student} نجیب احمد پراسرار طریقے پر 15/اکتوبر ۲۰۱۶ء سے غائب ہے۔ اس کی گمشدگی پر کئی ماہ بیت گیے، لیکن حکومت آج تک اس کا پتہ نہ لگا سکی ہے، بلکہ بے توجہی برتی جارہی ہے۔ وہ ایک بیوہ ماں کا بچہ ہے۔ اس کی ماں پولیس اور حکومت سے بار بار فریاد کررہی ہے کہ اس کے بچے کا پتہ لگایا جائے، لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ خبروں میں بتایا جاتا ہے کہ گمشدگی سے قبل آر ایس ایس {RSS} کی اسٹوڈنٹ یونین اے بی وی پی (اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد) کے کارکنان سے نجیب کی جھڑپ ہوئی تھی۔ پھر پراسرار طریقہ پر وہ غائب ہوگیا۔

درحقیقت مسلمانوں کی نبض ٹٹولی جارہی ہے۔ اگر اس موقع پر قوم مسلم نے خموشی اختیار کررکھا تو آئندہ یہ سلسلہ کہیں زیادہ قوت کے ساتھ شروع کیا جاسکتا ہے، تاکہ مسلم بچے یونیورسٹیوں کی جانب رخ نہ کرسکیں اور اعلیٰ تعلیم سے محروم رہیں۔ سازشی فطرت والوں کا ہر اقدام سازش کے تناظر میں ہی دیکھا جائے گا۔ یہ ہرگز کوئی اتفاقی حادثہ نہیں۔ سادہ لوحی کی وجہ سے ہمیں ہر قدم پر نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اب عقل وہوش سے ہمیں کام لینا چاہئے۔

مدھیہ پردیش میں بھوپال جیل سے آٹھ مسلم قیدیوں کا فرار، پھر انکاؤنٹر کے ذریعہ ان تمام کی ہلاکت بھی سازشی عمل ہے۔ اسی طرح بلا ثبوت محض خودساختہ شکوک کی بنیاد پر دہشت گردی کا الزام لگا کر مسلم نوجوانوں کو جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ فیصلہ بارہ/ پندرہ برس بعد ہوتا ہے، تب انہیں بےقصور قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن اس طرح ان کی زندگی کا اہم حصہ جیلوں میں گذر جاتا ہے۔ ان کی زندگی کے انمول حصے کی قیمت کون چکائے گا؟ اگر اہل حکومت کی یہ غلطی تھی تو ایسے بےقصور نوجوانوں کو جیل کی مدت کا ہرجانہ حکومت کی جانب سے ملنا چاہئے۔

آر ایس ایس کے پاس ایک تھنک ٹینک ہے، جو مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے لیے ہر وقت غور وفکر کرتا رہتا ہے، اور قوم مسلم آج تک غفلت میں مبتلا ہے۔ نہ جانے ملک میں کتنے فسادات ہوئے۔ کتنوں کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا۔ مسلمانوں کے ساتھ کتنی بدسلوکیاں ہوئیں۔ نہ جانے کتنی بار مسلم ماؤں، بہنوں کی عصمت وآبرو کو تار تار کیا گیا۔ ہر قدم پر مسلمانوں کے ساتھ تعصب کا بازار گرم کیا گیا۔ حد تو یہ ہے کہ آج ملک میں بی جے پی جیسی متعصب پارٹی مرکزی حکومت کا قلمدان سنبھالے بیٹھی ہے، لیکن مسلمان بیدار ہونے کو تیار نہیں۔ موجودہ زمانہ علم وسائنس کا زمانہ ہے۔ قوم مسلم اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہوکر اپنے لیے بھی اور اپنی قوم کے لیے بھی غور وفکر کرے۔

جگا جگا کے تمھیں تھک چکے ہیں ہنگامے
مسافرو! روشِ کارواں بدل ڈالو

نتائج تحریری انعامی مقابلہ: سال ۲۰۱۶

(ادارہ پیغام شریعت دہلی)

ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی) کے زیر اہتمام ماہ ستمبر و اکتوبر ۲۰۱۶ء میں طلبائے مدارس اسلامیہ کے مابین تحریری انعامی مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ درس نظامی کے درجات تین گروپ میں تقسیم کیے گیے۔ (الف) منتہی درجات (تخصص، ثامنہ وسابعہ) (ب) درمیانی درجات (رابعہ، خامسہ وسادسہ) (ج) ابتدائی درجات (اولیٰ، ثانیہ وثالثہ) ہر گروپ کے لیے پانچ اختیاری عناوین منتخب کیے گیے۔ بحمدہ تعالیٰ ملک ہند کے مختلف اسلامی مدارس کے 81/ طلبائے کرام نے حصہ لے کر ہمارے پروگرام کو زینت بخشی۔ ہم ان تمام کے بہت شکر گذار ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب تعالیٰ ان کی قلمی وعلمی قابلیت واستعداد میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ اس پروگرام کے عملی معاونین حضرت مولانا فیضان سرور اورنگ آبادی مصباحی (الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، یوپی) جناب مولانا شاداب احمد امجدی (جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، یوپی) وجناب مولانا محمد وسیم خاں اور دیگر تمام معاونین کی خدمت بابرکت میں ادارہ پیغام شریعت ہدیہ تشکر وسوغات تبریک پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو دونوں جہاں کے حسنات و برکات سے حصہ وافرہ عطا فرمائے، اور ماہنامہ پیغام شریعت کو ترقی دائم وقبولیت عام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

ذیل میں موضوعات اور قوسین میں موضوعات کے کوڈ نمبرس {Topic Code No,s} مرقوم ہیں۔ رزلٹ کے خانہ میں کوڈ نمبرس مندرج ہیں۔

موضوعات برائے منتہی درجات: (الف) تفسیر آیات میں شان نزول کا حکم (01) (ب) فقہی تحقیقات اور ترقی یافتہ سائنس (02) (ج) دہشت گردی کا رد اقوال نبویہ کی روشنی میں (03) (د) تعصب اور تصلب کا جوہری فرق (04) (ہ) صوفیائے متقدمین میں سے کسی ایک کا تعارف (05)

موضوعات برائے درمیانی درجات: (الف) عہد مرتضوی اور بدمذہبوں پر داروگیر (06) (ب) بدعت کا مفہوم، اقسام واطلاقات (07) (ج) واقعہ کربلا کے محرکات ونتائج (08) (د) دینی علوم اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی (09) (ہ) میری پسندیدہ شخصیت۔ تعارف وخدمات (10)

موضوعات برائے ابتدائی درجات: (الف) سیرت نبوی میں عفو ودرگذر کے واقعات (11) (ب) عہد صدیقی کے اہم کارنامے (12) (ج) عہد فاروقی اور اسلامی فتوحات (13) (د) عہد عثمانی کے تجدیدی کارنامے (14) (ہ) میرا مادر علمی۔ تعارف وخدمات (15)

پوزیشن اول: عطاء المصطفیٰ، ساکن چترا جھارکھنڈ، درجہ خامسہ، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ (یوپی)

پوزیشن دوم وسوم: محمد معین الدین، ساکن سیتامڑھی بہار، درجہ فضیلت، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (یوپی) محمد ابوہریرہ رضوی، ساکن رام گڑھ بہار، درجہ سابعہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (یوپی)

اطلاع

(الف) چونکہ دومقالہ نگاروں کے محصلہ نمبر مساوی (92) ہیں، اس لیے پوزیشن کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعہ کیا جائے گا۔ (ب) اگر کسی مقالہ نگار کا نام درج نہ ہوسکا ہوتو فوراً پبلشر یا ایڈیٹر کو مطلع فرمائیں۔ (ج) جن مقالوں کا محصلہ نمبر 85/ یا اس سے زائد ہے، میگزین میں ان مقالات کی طباعت کی امید ہے۔ (د) 26/ مقالہ نگاران جن کے مقالوں کا محصلہ نمبر 88/ یا اس سے زائد ہے، ان تمام کے نام ماہنامہ پیغام شریعت اعزازی طور پر ایک سال کے لیے جاری کیا جائے گا۔ (ہ) مجموعی مفروضہ نمبر 100/ ہے۔ زبان 25-بیان 25-مشمولات ومندرجات 50 {25+25+50=100}

نتائج تحریری انعامی مقابلہ: سال ۲۰۱۶ء

نمبر شمار	اسمائے مقالہ نگاران	سکونت	درجہ	تعلیمی ادارہ	موضوع کوڈ	محصلہ نمبر
1	محمد شاکر	مدھوبنی، بہار	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	01	087
2	غلام محمد ہاشمی	اتر دیناجپور، بنگال	تخصص فی الادب	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	090
3	محمد مشاہد رضا مصباحی	سیتامڑھی، بہار	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	089
4	محمد جوہر اشرف	کشن گنج، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	088
5	محمد عبد السلام	مدناپور، بنگال	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	086
6	عبد السبحان	باڑمیر، راجستھان	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	086
7	محمد سرفراز احمد مصباحی	سیتامڑھی، بہار	تخصص فی الحدیث	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	03	085
8	محمد طارق رضا اشرفی	----	تخصص فی الادب	جامعہ نظام الدین اولیا دہلی	03	077
9	محمد معین الدین	سیتامڑھی، بہار	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	092
10	محمد ابوہریرہ رضوی	رام گڑھ، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	092
11	محمد حفیظ الرحمن	صاحب گنج، جھاڑکھنڈ	تخصص فی الفقہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	090
12	عبد الوہاب قادری	کٹیہار، بہار	تخصص فی الفقہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	089
13	محمد ہاشم رضا	اتر دیناجپور، بنگال	تخصص فی الفقہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	089
14	محمد فیضان سرور	اورنگ آباد، بہار	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	089
15	حفیظ الرحمن مصباحی	صاحب گنج جھارکھنڈ	تخصص فی الفقہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	088
16	محمد شاہد	مدھوبنی، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	087
17	محمد ابوالکلام	کٹیہار، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	087
18	محمد ارشاد احمد	سیتامڑھی، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	086
19	محمد مجاہد اسلام	----	سابعہ	جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو	05	086
20	محمد محتشم	کولکاتا، بنگال	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	085
21	محمد رضاء المصطفٰے	کٹیہار، بہار	تخصص فی الحدیث	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	083
22	محمد ہاشم رضا	گورکھپور یوپی	سابعہ	جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی یوپی	05	083

23	عبدالصمد ضیائی	اتر دناجپور، بنگال	فضیلت	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	077
24	محمد صدام حسین	سیتامڑھی، بہار	سابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	05	077
25	محمد مجاہد	الور، راجستھان	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	090
26	سمیع اللہ	مشرقی چمپارن، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	089
27	محمد ارشد رضا	نیپال	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	088
28	جاوید اختر	ہوڑہ، بنگال	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	087
29	محمد عادل حسین	موتیہاری، بہار	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	086
30	غلام غوث خاں رضوی	---	رابعہ	جامعۃ المدینہ فیضان کنز الایمان ممبئی	07	075
31	محمد جمشید	مرآدآباد، یوپی	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	075
32	محمد شاداب حسین	مظفرپور، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	07	073
33	محمد وزیر	بانکا، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	08	090
34	عطاء المصطفیٰ	چترا، جھارکھنڈ	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	09	093
35	جاوید اختر	گڑھوا، جھارکھنڈ	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	09	090
36	صبدر حسین	جموں وکشمیر	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	09	080
37	احمد رضا	رام گڑھ، جھارکھنڈ	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	090
38	محمد عمر	سدھارتھ نگر، یوپی	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	090
39	محمد فیضان رضا	مظفرپور، بہار	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	090
40	محمد مرشد رضا	گریڈیہہ، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	089
41	شیر محمد	کشن گنج، بہار	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	088
42	محمد عاصم نعمانی	گوپال گنج، بہار	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	088
43	صدام حسین	ایسٹ چمپارن، بہار	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	088
44	محمد بلال انور	گریڈیہہ، بہار	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	087
45	شبیر احمد	جموں وکشمیر	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	087
46	طبیر حسین	جموں وکشمیر	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	086
47	محمد تحسین رضا	بانکا، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	086
48	محمود احمد	سلطانپور، یوپی	خامسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	086
49	محمد واجد نواب	گڑھوا، جھارکھنڈ	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	086
50	امجد رضا	اورنگ آباد، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	085
51	محمد ابوذر غفاری	پرولیا، بنگال	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	084
52	محمد مجاہد خاں	سیوان، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	083

53	محمد رضا	مدھوبنی، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	082
54	نازش رضا	مدھوبنی، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	080
55	شاہ خالد	سدھارتھ نگر، یوپی	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	080
56	محمد تحسین اشرف	سیتامڑھی، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	079
57	محمد محمود رضا	گڈا، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	077
58	محمد آفتاب عالم	سیتامڑھی، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	076
59	محمد نسیم احمد	ویشالی، بہار	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	075
60	بدرالدین	سدھارتھ نگر، یوپی	سادسہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	075
61	محمد شکور	جموں و کشمیر	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	072
62	محمد قاسم رضا قادری	مرادآباد	رابعہ	جامعہ خزائن العرفان چاندپور مرادآباد	10	072
63	عبدالقادر	گیا، بہار	رابعہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	10	068
64	محمد شاہد رضا	گڈا، بہار	ثانیہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	11	090
65	محمد دانش رضا	بکارو، جھارکھنڈ	ثانیہ	جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی یوپی	11	088
66	محمد جاوید	سنت کبیر نگر، یوپی	ثالثہ	جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی یوپی	11	084
67	محمد مبین	مرادآباد، یوپی	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	11	082
68	محمد ریحان رضا قادری	----	ثانیہ	جامعہ خزائن العرفان چاندپور	11	080
69	عبدالمنان	----	ثالثہ	جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو	11	075
70	مسرت حسین	جموں و کشمیر	اولیٰ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	12	085
71	محمد احمد رضا	سیتامڑھی، بہار	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	12	079
72	محمد عمر فاروق	کشی نگر، یوپی	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	12	070
73	عبدالمصطفیٰ	----	ثالثہ	جامعہ شمس العلوم گھوسی، مئو	12	065
74	محمد اظہر شمشاد	آسنسول، بنگال	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	13	073
75	محمد سعید انور	اتر دیناجپور، بنگال	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	13	071
76	محمد قمر اقبال	آسنسول، بنگال	اولیٰ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	13	070
77	حشمت رضا	سنت کبیر نگر، یوپی	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	13	070
78	محمد فیضان قادری	----	اولیٰ	جامعہ خزائن العرفان مرادآباد	13	064
79	محمد احتشام	----	اولیٰ	جامعہ خزائن العرفان مرادآباد	13	060
80	محمد حسان	سنت کبیر نگر، یوپی	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	15	088
81	محمد کلیم اشرف	مظفرپور، بہار	ثالثہ	الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور	15	074

عرس حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

(ادارہ)

۳۰/ جمادی الاولیٰ وکیم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۸ /فروری وکیم مارچ ۲۰۱۷ء کو اہل سنت وجماعت کی عظیم دینی تعلیم گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ (یوپی) کے احاطہ میں انتہائی شان وشوکت کے ساتھ عرس حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا انعقاد ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں علمائے دین ومشائخ اہل سنت شریک عرس ہوئے۔ عرس حافظ ملت کی چند نمایاں خصوصیات:

(۱) عرس رضوی بریلی شریف کے بعد ہندستان میں دوسرا عرس ہے جہاں زائرین عرس میں عوام سے زیادہ علما ومشائخ کی تعداد نظر آتی ہے۔
(۲) عرس میں عورتوں کی آمد پر پابندی ہے اور اس پر سختی سے عمل بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کا عرس اختلاط مرد وزن سے پاک نظر آتا ہے۔
(۳) اس عرس کو سماع بالمزامیر اور بے شرع قوالوں کے شور وغوغا سے محفوظ رکھا جاتا ہے، بلکہ ان دونوں کے بارے میں پہلے ہی عرس کے پوسٹر میں یہ تنبیہ شائع کردی جاتی ہے: عرس کی تقریبات میں ڈھول باجا، عورتوں کی حاضری اور کوئی بھی غیر شرعی امر ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ (۴) عرس انتظامیہ کی جانب سے مفت طبی کیمپ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ (۵) پوری سنی دنیا میں عرس رضوی کے بعد یہ دوسرا کتابی میلہ ہوتا ہے جہاں کثیر تعداد میں ملک کی بڑی بڑی دکانیں اپنا بک اسٹال لگاتی ہیں۔ (۶) ہر سال دو مشہور شخصیات کو ان کی علمی خدمات کے اعتراف میں حضور حافظ ملت ایواڈ سے نوازا جاتا ہے۔

امسال قبر حافظ ملت کو چاروں جانب سے موٹے رسے سے گھیر دیا گیا تھا تاکہ کوئی چوم نہ سکے اور نہ ہی وہاں اپنی پیشانی رکھ سکے کہ یہ سب خلاف ادب ہیں۔ چار ہاتھ کے فاصلے پر فاتحہ پڑھنے کا انتظام تھا۔ قابل ذکر بات یہ تھی کہ جب نماز کے لیے اذان ہوجاتی تو ساری دوکانوں کے سامنے ایک سفید پردہ گرادیا جاتا اور دوکانیں بند کردی جاتیں۔ یہ سارے کام طلبہ جامعہ اشرفیہ کی ایک تنظیم "مجلس خیر خواہ" انجام دے رہی تھی۔ چند طلبہ مائک کے ذریعے ہر کمرے میں گھوم گھوم کر نماز کی طرف بلا رہے تھے، ایک طالب علم عزیز المساجد کے مائک سے نماز کی فضیلت پر آیات واحادیث سنا سنا کر مسجد آنے کی دعوت دے رہا تھا جس کا اثر یہ ہوتا کہ عزیز المساجد اپنی وسعت کے باوجود تنگ پڑگئی۔

جشن دستار مفتیان اسلام وعرس فقیہ ملت

شمشاد عالم قادری، متعلم: مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، بستی

حسب معمول ۲/مارچ ۲۰۱۷ء کو دار العلوم امجدیہ اہل سنت ارشد العلوم کے وسیع وعریض صحن میں اٹھارہواں جشن دستار مفتیان اسلام وسولہواں عرس فقیہ ملت کا پروگرام منعقد ہوا۔ بعد نماز فجر قرآن خوانی ہوئی۔ بعد نماز عصر شہزادگان فقیہ ملت نے مریدین ومتوسلین کے ساتھ تربت فقیہ ملت پر چادر پوشی کی رسم ادا کی۔ نماز عشا کے بعد پروگرام کا آغاز فخر القرا قاری خلق اللہ خلیق فیضی، استاذ فیض الرسول، براؤں شریف کی تلاوت کلام الٰہی سے ہوا۔ شعرا و نعت خواں حضرات نے حمد ونعت اور منقبت فقیہ ملت پیش کیے۔ مندرجہ ذیل علمائے کرام وخطبائے عظام نے مختلف موضوعات پر خطاب فرمایا اور حضور فقیہ ملت قدس سرہ کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا اور ان کی خدمات جلیلہ اور کارہائے نمایاں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں ارمغان محبت اور خراج عقیدت پیش کیا۔ (۱) شہزادہ صدر الشریعہ ممتاز الفقہا محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (۲) شہزادہ حضور شعیب الاولیا علامہ غلام عبد القادر علوی صاحب، سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف (۳) مفتی شمشاد احمد رضوی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (۴) حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ نوری استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف (۵) مولانا عبد اللہ عارف صدیقی۔

R.N.I. No. DELURD/2015/65657
Publishing Date:20
Same Month

Postal Registration DL(DG-11) 8085/2016-18
Total 56 Pages with Title Cover, Weight 95 grams
Posting Date: 21&22

Paigam e Shariat Monthly

Vol: 02 Issue:19 APRIL-2017

Owner, Publisher & Printer
Mohammad Qasim

Chief Editor
Faizanul Mustafa Qadri

Printed at **M/s Ala Printing Press**
3636 Katra Dina Baig, Lal Kuan, Delhi-110006
Published from H.No.422, 2nd Floor, Gali Sarotey wali, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-110006